

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

ستراہواں اجلاس

## بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 15 نومبر 2019ء بروز جمعہ المبارک بمطابق 17 ربیع الاول 1441 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
04	وقفہ سوالات۔	2
15	توجہ دلاؤ نوٹس۔	3
29	رخصت کی درخواستیں۔	4
32	مشترکہ قرارداد نمبر 71: منجانب ملک نصیر احمد شاہوانی اور جناب نصر اللہ زیرے، اراکین اسمبلی۔	5

## ایوان کے عہدیدار

اسپیکر-----میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اسپیکر-----سردار بابر خان موسیٰ خیل

## ایوان کے افسران

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی---جناب عبدالحمید سیلاچی

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)---جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر-----جناب مقبول احمد شاہوانی



## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 15 نومبر 2019ء بروز جمعہ المبارک بمطابق 17 ربیع الاول 1441 ہجری،  
بوقت شام 04 بجکر 10 منٹ پر زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر  
بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

قُلْ اَغْيِرِ اللّٰهُ اَبْعٰی رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ط وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْهَا ؕ وَلَا تَنْزِرُ

وَاِزْرَةً وَّزَّرَ اٰخَرٰی ؕ ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ؕ

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ خٰلِیْفًا فِی الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَكُمْ

فِیْ مَا اٰتٰكُمْ ط اِنَّ رَبَّكَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ ؕ وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ؕ

﴿یادہ نمبر ۸ سُوْرۃ الانعام آیات نمبر ۱۶۴ اور ۱۶۵﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ تو کہہ کیا اب میں اللہ کے سوا تلاش کروں کوئی رب،  
اور وہی ہے رب ہر چیز کا، اور جو کوئی گناہ کرتا ہے سو وہ اُسکے ذمہ پر ہے اور بوجھ نہ اٹھائیگا  
ایک شخص دوسرے کا پھر تمہارے رب کے پاس ہی تم سب کو لوٹ کر جانا ہے سو وہ جتلائیگا جس  
بات میں تم جھگڑتے تھے۔ اور اسی نے تم کو نائب کیا ہے زمین میں اور بلند کر دیئے تم میں درجے  
ایک کے ایک پر تاکہ آزمائے تم کو اپنے دیئے ہوئے حکموں میں تیرا رب جلد عذاب کرنے  
والا ہے اور وہی بخشنے والا ہے مہربان ہے۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ بوستان سے ہمارے کچھ سٹوڈنٹس آئے ہوئے ہیں ان کو اور ان کے ٹیچرز کو میں ایوان آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ وقفہ سوالات۔ جناب اختر حسین لانگو صاحب آپ اپنا سوال نمبر 39 دریافت فرمائیں۔

میر اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! اسمیں میرا ایک ضمنی سوال ہے۔ اس میں میں ضلع وار تفصیل بھی مانگا تھا وہ انہوں نے دے دیا ہے۔ بہت لمبی چوڑی تفصیل ہے جو regionwise انہوں نے تفصیل دی ہے۔ میں تھوڑا سا اس پر بات کرونگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تھوڑا سا آپ تشریف رکھیں اذان شروع ہے۔

(اذان کی آواز۔ خاموشی)

میر اختر حسین لانگو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر! اس میں اگر آپ دیکھ لیں۔ سوال میں region wise انہوں نے جواب دیا ہے۔ بلوچستان کو انہوں نے دو ریجنس میں تقسیم کیا ہے ایک شمالی دوسرا جنوبی۔ ریجن شمالی میں انہوں نے لگائے تھے 66 لاکھ 20 ہزار درخت۔ اور ریجن جنوبی میں انہوں نے لگائے ہیں 1 کروڑ 3 لاکھ۔ جناب والا! اگر ان کی اخراجات جو میرے سوال کا دوسرا component ہے کہ اس پر اخراجات کتنے آئے تھے؟ شمالی ریجن 66 لاکھ 20 ہزار درخت انہوں نے لگائے ہیں وہاں 17 کروڑ 39 لاکھ روپے خرچہ کیا ہے انہوں نے۔ اور جنوبی ریجن میں جہاں ایک کروڑ سے زائد درخت لگائے ہیں وہاں جو خرچہ ہوا ہے وہ 9 کروڑ ہے۔ جدھر درخت کم لگائے ہیں، جدھر کام کم ہوا ہے ادھر 17 کروڑ سے زیادہ خرچہ ہوا اور جدھر درخت زیادہ لگے ہیں۔ اب دیکھ لیں کہ almost جو ہے وہ ڈبل کے قریب انہوں نے وہاں خرچہ کیا، ڈبل سے بھی زیادہ۔ تو میرا منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کہ یہ difference کیوں ہے کہ جہاں quantity جو درختوں کی ہے وہ بھی کم ہے؟ ظاہر ہے ان کے لگانے پر مزدور بھی کم لگا ہوگا۔ خرچہ بھی کم لگا ہوگا۔ areawise جو بھی ہے ہمارا شمالی کا علاقہ جو ہے وہ تقریباً ڈیڑھ ڈویژن پر ہے اور جنوبی جو ہمارا ہے اس پر درخت بھی زیادہ لگے ہیں areawise بھی وہ بلوچستان کا ستر فیصد ایریا ہے۔ جس کی transportation اور باقی چیزوں پر بھی خرچہ naturally زیادہ آنا چاہیے تھا۔ لیکن وہاں خرچہ کم آیا ہے اور شمالی میں خرچہ زیادہ ہے اس کا مجھے ذرا وضاحت سردار صاحب فرمائیں؟

سردار مسعود علی لونی (صوبائی وزیر): یہ سوال تو اس طرح سے بنا ہوا ہے۔ اس میں ابھی نہ ہم کوئی تبدیلی کر سکتے ہیں۔ یہ سوال آپ دوبارہ ٹیبل کریں، دوبارہ لے آئیں تاکہ میں آپ کو تفصیل سے اس کا جواب دے سکوں۔

میر اختر حسین لانگو: نہیں سردار صاحب! اس میں میں تھوڑی سی وضاحت کر لوں۔ سوال ہم نے کیا تھا اور آپ

نے جواب بھی دیا ہے کہ 66 لاکھ 20 ہزار درخت آپ نے شمالی ریجن میں لگائے ہیں۔ ایک کروڑ 3 لاکھ درخت آپ نے جنوبی میں لگائے ہیں۔ جبکہ 66 لاکھ 20 ہزار درختوں کو لگانے کیلئے آپ نے خرچ کیا ہے 17 کروڑ 39 لاکھ روپے۔ جب کہ ایک کروڑ تین لاکھ درخت لگانے کیلئے آپ نے خرچ صرف 9 کروڑ روپے کیئے ہیں۔ تو اس کی وجہ کیا ہے؟ ان درختوں میں وہ کونسی وجہ ہوتی وہ خرچہ جو آتا ہے area wise بھی وہ کم ہے۔ اس کی transportation پر بھی خرچہ کم آنا چاہیے۔

سردار مسعود علی لوئی: یہ 17 کروڑ نہیں ہیں۔

میر اختر حسین لاگو: سردار صاحب! 17 کروڑ 39 لاکھ 3 ہزار 5 سو 4 روپے ہیں۔

سردار مسعود علی لوئی: جنوبی میں 9 کروڑ روپے خرچہ کیئے ہیں۔

میر اختر حسین لاگو: جنوبی میں خرچہ کیئے 9 کروڑ 51 لاکھ 61 ہزار 8 سو 85 روپے۔

سردار مسعود علی لوئی: جی ہاں۔ اس میں جو خرچہ کم آئے ہیں۔

میر اختر حسین لاگو: اس میں درخت زیادہ لگے ہیں اور خرچہ کم آیا ہے۔ اور جدھر درخت کم لگے ہیں، کام کم

ہوا ہے اُدھر ڈبل آپ نے خرچہ کیئے۔ اسکی کیا وجہ ہے؟ آپ کے لوگ وہاں روسٹ وغیرہ زیادہ کھائے ہیں

اور ادھر دال کھائے ہیں۔ مسئلہ کیا ہے؟ سردار صاحب ہم پوچھنا چاہے ہیں۔

سردار مسعود علی لوئی: آپ چیمر آ جائیں میں آپ کو مطمئن کروں گا۔

میر اختر حسین لاگو: سردار صاحب! اب یہ سوال اسمبلی کی property بن گئی ہے آپ مہربانی کر کے یہاں پر

ہمیں مطمئن کر لیں۔ یا تو جناب اسپیکر! اس پر ہم مطمئن نہیں ہو رہے ہیں۔ اس پر کمیٹی بنا کر انکوائری کی جائے۔ مجھے یہ

خوشہ ہے کہ اس پر بہت بڑے پیمانے پر گھپلے ہوئے ہیں۔ اس میں لوگ involve ہیں۔ یہ پیسے لوگوں کے جیبوں

میں گئے درختوں پر نہیں۔ سردار صاحب! میرا دوسرا ضمنی سوال اس پر یہ بنتا ہے کہ ان درختوں میں جو جنوبی ریجن میں

آپ نے 66 لاکھ 20 ہزار درخت لگائے ہیں۔ ان درختوں میں سے زندہ آپ کتنے درخت بچا سکے؟ اور جنوبی

میں آپ نے ایک کروڑ تین لاکھ درخت لگائے ہیں۔ مجھے صرف تین ہزار درخت ان میں سے زندہ دکھادیں

ڈیپارٹمنٹ میں پھر میں مطمئن ہو جاؤں گا۔ تو جناب والا! یہ صرف کاغذی کارروائی کی حد تک تھا۔ نہ ان علاقوں میں

کوئی درخت لگے ہیں۔ ہم سب کا تعلق ان علاقوں سے ہے۔ آپ کا موسیٰ خیل سے ہے۔ اسد صاحب بیٹھے ہوئے

ہیں مجھے پنجگور کا حساب دیدیں کہ کتنے درخت لگے ہیں؟ مری صاحب بیٹھے ہوئے ہے کوہلو کا حساب دیں کتنے

درخت لگے ہیں؟ زمرک خان بیٹھے ہوئے ہیں قلعہ عبداللہ کا حساب دیں کتنے درخت لگے ہیں۔ سردار صاحب کے

علاقے میں کتنے درخت لگے ہیں۔ ہمارے کونٹے میں تو میں آپ کو دعویٰ کیا تھا کہتا ہوں دو سو درخت یہ ثابت نہیں کر پائیں گے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر زراعت و کوآپریٹوز): لانگو صاحب! اس میں اس طرح ہے کہ قلعہ عبداللہ میں، آپ بھی اگر یہ سوال دیکھ لیں یا آپ نے سوال کیا ہے 2013ء سے 2018ء۔ ایک تو یہ پچھلی گورنمنٹ کا کارنامہ ہے جو بھی کیا ہے اس نے۔ ایک منٹ آپ سن لیں۔ نہ اس سے ہماری گورنمنٹ کا تعلق ہے۔ اگر آپ کمیٹی بنانا چاہتے ہیں ہم آپ کو ویلکم کہتے ہیں۔ آپ کمیٹی بھی بنائیں اس کی انکوائری کریں۔ دنیا میں کوئی چیز اگر آپ خریدتے ہو ایک روپیہ کا تو وہ ایک روپیہ کی چیز جو آپ کو ملتی ہے وہی چیز اگر آپ ہزاروں کی تعداد میں خریدتے ہیں تو وہ آپ کو اٹھ آنے میں ملے گی۔ کیونکہ آپ زیادہ تعداد میں کوئی چیز لیتے ہیں تو بہت کم قیمت میں ملتی ہیں۔ اگر آپ کم چیزیں لیتے ہیں تو آپ کو زیادہ قیمت پر ملتی ہے۔ میں ویسے اس کا جواب نہیں دیتا ہوں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ 2013ء سے 2018ء میں نہ ہماری گورنمنٹ تھی نہ ہم اس کے منسٹر تھے۔ آپ اگر کمیٹی بنانا چاہتے ہیں اور اس پر انکوائری کرتے ہیں۔ ہم نے بھی کہا کہ پچھلی گورنمنٹ میں بہت غبن ہوئی ہے۔ اور اس میں بہت زیادہ کرپشن بھی ہوا ہے۔ ہم یہ بھی کہتے ہیں آپ سے تسلیم کرتے ہیں کہ پچھلی گورنمنٹ میں بہت ہوا ہے۔ ہر ایک ڈیپارٹمنٹ میں ہوا ہے۔ اس وقت ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم یہی کہہ رہے تھے کہ ان کی تحقیقات ہونی چاہیے۔ ہم آپ کے ساتھ اس میں تحقیقات بھی کریں گے اس کے غبن میں جو بھی اس میں ملوث ہوا اس کو سزا بھی دیں گے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں آپ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

میر اختر حسین لانگو: میرے کہنے کا مطلب یہی تھا۔ جیسے فارمولا زمرک صاحب نے کہا کہ آپ bulk میں اگر کوئی چیز لینے جاتے ہیں وہ retail کی بہ نسبت وہ سستا ملتا ہے۔ یہاں 66 لاکھ درخت جو خریدے ہیں یا جو بھی کیئے ہیں۔ بہر حال جس طریقے سے جو فارمولا بھی ان کا تھا اس پر تو آپ 17 کروڑ 30 لاکھ خرچہ کر رہے ہیں۔ جب 66 لاکھ کی بجائے ایک کروڑ تین لاکھ آپ خرید رہے ہیں وہ quantity double ہوگئی تو اس کو مزید سستا ہونا چاہیے تھا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: لانگو صاحب! اس کو جو ہے اگلے سیشن کیلئے ڈیفیر کرتے ہیں۔

میر اختر حسین لانگو: نہیں، defer نہیں۔ جناب اسپیکر! دیکھیں ٹریڈی بنجڑ بھی agree ہیں۔ اس پر آپ کمیٹی بنا کر اس کی انکوائری کر لیں۔ کیونکہ فیلڈ میں کوئی درخت نظر نہیں آئیگا۔ فلور آف دی ہاؤس سے کوئی کمیٹی بنالیں، زمرک صاحب اور ٹریڈی بھی agree ہیں۔ اپوزیشن کی بھی ڈیمانڈ یہی ہے کہ اس پر آپ کمیٹی بنالیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ سارے agree ہیں کہ اس کو کمیٹی کے حوالے کریں؟  
میر اختر حسین لاٹگو: اسٹینڈنگ کمیٹی فاریسٹ ڈیپارٹمنٹ already موجود ہے۔ آپ اس کو کمیٹی کے حوالے کر دیں وہ اپنی تحقیقات کر لیں دوسری کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسٹینڈنگ کمیٹی آپکا already exist کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چلیں اس کو اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کر دیتے ہیں میرے خیال میں یہ صحیح رہیگا۔ ملک نصیر احمد شاہ ہونی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 66 دریافت فرمائیں۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوانی: میرے خیال میں یہ چھ مہینے سے بار بار اس کا جواب آرہا ہے تو میں نے پہلی دفعہ کہا ہے۔ میرے خیال میں یہ reprint ہو رہا ہے بار بار۔ اس کا جواب پہلے آچکا ہے بس صحیح ہے یہ۔

☆ 66 ملک نصیر احمد شاہ ہوانی، رکن اسمبلی: 10 اکتوبر 2019 کو مؤخر شدہ

کیا وزیر جنگلات و جنگلی حیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، کیا یہ درست ہے کہ حکومت بیرونی ممالک سے پودے اپورٹ کرتی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کن کن اقسام کے کس قدر پودے اپورٹ کیے گئے ان کے نام، بل آف انٹری، پورٹ آف لینڈنگ، ریٹ آف سرواہیول اور کورٹائن ٹھوقلیٹ کی تفصیل دی جائے نیز یہ اپورٹ کردہ پودے جن جن جگہوں اور علاقوں میں لگائے گئے کی تفصیل بھی دی جائے؟  
وزیر جنگلات و جنگلی حیات: اس ضمن میں عرض ہے کہ پانچ سالوں کے دوران کوئی پودا اپورٹ نہیں ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ مطمئن ہیں؟

ملک نصیر احمد شاہ ہوانی: جواب آچکا ہے۔ دو، تین دفعہ پہلے بھی۔ یہ repeat ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بس آپ مطمئن ہیں تو ہم بھی مطمئن ہیں۔ OK۔ ملک نصیر احمد شاہ ہوانی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 197 دریافت فرمائیں۔

☆ 197 ملک نصیر احمد شاہ ہوانی، رکن اسمبلی:

کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ محکمہ زراعت میں تعینات ملازمین کی کل تعداد کس قدر ہے ان کے نام مع ولدیت، عہدہ، گریڈ پے سکیل اور تنخواہ مع الاؤنسز کی ضلع وار تفصیل دی جائے نیز محکمہ ہذا میں تعینات گریڈ 1 تا 15 کے ملازمین کو دیگر محکموں بالخصوص ایس اینڈ جی اے ڈی کے ملازمین کی تنخواہوں اور الاؤنسز کی تفصیل مع تقابلی جائزہ کے دی جائے۔

وزیر زراعت: جواب موصول نہیں ہوا۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: سوال نمبر 197۔ لیکن جواب موصول نہیں ہوا ہے جناب! ایک چھوٹی سی بات میں کہونگا پہلے بھی میں نے آپ سے گزارش کی تھی۔ میرے خیال میں یہ پانچواں یا چھٹا سیشن ہے مسلسل میرے جتنے بھی سوالات ہیں ان کے جوابات نہیں آرہے ہیں۔ اور ہم نے پچھلی دفعہ بھی آپ سے گزارش کی تھی کہ آپ ایک رولنگ دیدیں کہ ایک سوال کا جواب یہاں تک میرے خیال میں پندرہ بیس دن۔ ہر ایک مہینے کے بعد ہماری ایک اجلاس ہوتی ہے۔ اگر ایک مہینے میں بھی ہمارے سوالات کا کوئی جواب نہیں آتا ہے۔ پچھلے تقریباً بیس، بائیس میرے ایسے سوالات ہیں انکے جوات بالکل غائب ہو گئے ہیں۔ پتہ نہیں ہے آپ دوبارہ ان کو واپس لائیں گے یا انکے جواب آئیں گے۔ یہ تو نئے سوالات ہیں جناب اسپیکر صاحب! جو میں نے کیئے ہیں ان کے جوابات بھی نہیں آرہے ہیں۔ جو پرانے سوالات میں نے کیئے تھے وہ چھ مہینے، سات مہینے گزر گئے ان کا کیا ہوا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: ہمارے ساتھ ریکارڈ پڑا ہوا ہے آپ نے جتنے بھی سوال کیئے تھے۔ 26 جولائی کو آپ نے بھیجا ہوا ہے 29 اکتوبر کو بھی ہے۔

میر اختر حسین لالگو: جناب اسپیکر صاحب! ایک چیز میں گزارش کرنا چاہوں گا۔ جناب والا! اس میں میں معذرت کیساتھ آپ سے اور آپ کی سیکرٹریٹ سے، یہ ذمہ داری جناب والا آپ کی بنتی ہے کہ آپ ensure کروالیں کہ ڈیپارٹمنٹ آجائیں۔ اگر ڈیپارٹمنٹس آکر اس فورم کو، اس ادارے کو اس آگسٹ ہاؤس کو کچھ نہیں سمجھتے ہیں۔ اس کو اہمیت نہیں دیتے ہیں۔ تو یہ ذمہ داری آپ کی بنتی ہے آپ کسٹوڈین ہیں اس ہاؤس کی اور اس کارروائی کی۔ آپ کو تو چاہیے تھا کہ تمام سیکرٹری صاحبان کو یہاں حاضر کر کے ان کو جتنی سختی سے منبہ کیا جائے۔ اگر نہیں کرتے ہیں تو ان کے خلاف کارروائی کر لیں۔ اب میں ایک مثال دوں۔ اگست 2018ء کے مہینے میں ہم نے حلف لیا تھا ستمبر میں میں نے P&D کے حوالے سے ایک سوال جمع کیا تھا جس کا جواب آج تک ہمیں موصول نہیں ہوا ہے۔ نہ ہی وہ آج تک سوال ٹیبل ہوا ہے۔ تو جناب والا! آپ بحیثیت کسٹوڈین آف دی ہاؤس یہ آپ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ تمام سیکرٹری صاحبان کو۔ میں کہتا ہوں بشمول چیف سیکرٹری کے ان سب کو یہاں بلا لیں۔ اور اس اسمبلی کی تقدس کو اور اس کی اہمیت کو اور اس کی جو کارروائی ہے یہ ان سے اگر خوشی سے نہیں تو زبردستی آپ ان سے کروالیں۔ لیکن اس ہاؤس کی تقدس اور اس کی عزت کا خیال یہ ہم نے اور آپ نے رکھنا ہے اور کسٹوڈین کی حیثیت سے آپ کی اور آپ کی سیکرٹریٹ کی ذمہ داری سب سے زیادہ بنتی ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! اس ضمن میں آپ نے پچھلی دفعہ رولنگ بھی دیدی تھی اگر آپ کو یاد ہو۔ اور آپ نے کہا تھا کہ میں ایک لیٹر بھی لکھوں گا تمام ڈیپارٹمنٹ کو کہ اگلے سیشن میں ان کی حاضری لازمی ہے۔

آج جو وہاں مجھے کرسیاں نظر آ رہی ہیں۔ میرے خیال میں آپ کے سیکرٹریز سے یا دوسرے جو ذمہ داران ہیں محکمہ جات کے۔ ان سے زیادہ میرے خیال میں دوسرے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یا تو یہ کہ آپ کی رولنگ پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوتا ہے اس اسمبلی کے۔ آپ ایک دفعہ پھر رولنگ دیدیں۔ دوسرا لیٹر لکھ لیں پھر تیسرا رولنگ دے دیں۔ تیسرا لیٹر لکھ دیں۔ میرے خیال میں یہ اس ایوان کی تقدس کے خلاف ہے۔ آپ کی رولنگ اس اسمبلی کی رولنگ جس طرح اختر حسین نے کہا مقدس ہے۔ اگر اس پر عملدرآمد نہیں ہوتا ہے پھر اس کیلئے کوئی سزا تجویز کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکر یہ ملک صاحب! ہم نے سیکرٹریٹ سے ان لوگوں کو لیٹر بھی لکھا ہے اس کے باوجود سیکرٹری صاحبان نہیں آئے ہیں۔

میرا اختر حسین لاگو: ہم یہاں اس ایوان میں بیٹھے ہوئے اراکین اسمبلی ایک کروڑ بیس لاکھ لوگوں کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ آپ کی رولنگ کو اگر جو اہمیت نہیں دیتا ہے تو اسکے خلاف قانونی چارہ جوئی چاہیے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ بیڈ ایکٹ کے تحت انکے خلاف کارروائی کر لیں آپ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ایک بار سوالات مکمل کر لوں اسکے بعد پھر رولنگ دیتا ہوں۔ میرا زابد علی ریکی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 223 دریافت فرمائیں۔ اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ دوسرا سوال بھی زابد علی ریکی صاحب کا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: یہ سوال ہے موصلات ڈیپارٹمنٹ کے متعلق۔ منسٹر صاحب نہیں آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ ویسے ہی پریشان ہو گئے۔ آپ کا جواب ہے اسکے پاس۔ انجینئر سید محمد فضل آغا صاحب! جناب ثناء بلوچ صاحب، وہ بھی یہاں نہیں ہیں۔ تو انکے جوابات موصول نہیں ہوئے۔ جناب نصر اللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 154 دریافت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: (مداخلت) نہیں وہ تو ہو گیا تھا مجھے اسپیکر صاحب! نے کہا ہے میرا نام پکارا۔ آپ بھی تو اسپیکر نہیں ہونا۔ آپ درمیان میں کیوں اٹھتے ہو۔ آپ کا کیا تعلق ہے اس سے؟ آپ ہر چیز میں پڑ جاتے ہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس سوال کا محرک فضل آغا صاحب نہیں آئے ہیں۔ جی کھیتراں صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں (وزیر خوراک و بہبود آبادی): جناب اسپیکر صاحب! Question No-44

ہے۔ تو اس کا فیصلہ کر دیں پھر ضرور۔ میرا فضل دوست سوال کریں اس کا جواب بھی ہم دیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس کا تو محرک نہیں آیا ہوا ہے کہ وہ سوال کریں۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: تو اس question کا کیا کر رہے ہو defer کر رہے ہو؟ یہ آپ ریکارڈ پر لے

آئیں جناب اسپیکر! اس کے بعد پھر اگلا سوال کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جن سوالات کے محرک نہیں آئے ہیں اور جن کے جواب نہیں آئے ہیں وہ اگلے سیشن کیلئے ہم لوگ defer کر رہے ہیں۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: ابھی بسم اللہ، ابھی آپ غصہ ناں ہو میری جان۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بیٹھ کر بات کرنے کی اجازت نہیں ہے کھیتراں صاحب۔ جی نصر اللہ صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: سوال نمبر۔ 154

☆ 154 جناب نصر اللہ خان زیرے، رکن اسمبلی:

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوئٹہ ڈویلپمنٹ پیکیج کے تحت کوئٹہ شہر کے مختلف روڈوں پر توسیع و تعمیر کا کام جاری ہے۔

(ب) اگر جواز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان روڈوں کے نام اور مختص کردہ رقم کی روڈ وار تفصیل دی جائے اور تاحال مکمل کردہ فیصد کام نیز مذکورہ پیکیج کے ڈائریکٹر، ٹھیکیدار اور کمپنی کی تفصیل مع تاحال آمدہ اخراجات کے دی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی میڈم بشری۔

محترمہ بشری رند (پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات): جناب اسپیکر! یہ کوئٹہ ڈویلپمنٹ کے حوالے سے ہے یہ نہیں۔

بلکہ سوال نمبر 237 اور 238 اور 239۔ یہ سوال جناب محمد عارف محمد حسنی کا ہے ان کا میں reply کروں گی۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: یہ بھی ایسا ہے جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ سوال بھی مواصلات اور تعمیرات کا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! ایسا تھا کہ یہ questions میں نے پوچھا تھا 15 مارچ 2019ء

کو۔ اور اس کے بعد آپ کے good office نے محکمہ مواصلات و تعمیرات کو یہ سوال بھجوا دیا تھا۔ چونکہ یہ سوال کمشنر کوئٹہ سے بن رہا ہے کوئٹہ پیکیج کے حوالے سے۔ پھر مواصلات و تعمیرات کے محکمے نے 15 مارچ سے لیکر

کر آخر 19 اکتوبر تک کوئی پانچ دفعہ انہوں نے کمشنر صاحب کو مراسلہ بھیجا تھا۔ اور پانچ دفعہ کمشنر صاحب نے سیکرٹری

کے مراسلے کو اتنا نہیں سمجھا۔ اور یہ 19 مارچ ہے۔ آج نومبر کا مہینہ چل رہا ہے۔ ابھی تک کمشنر صاحب تفصیلات کوئٹہ

پیکیج کا اس august House کو نہیں دے رہا ہے۔ کچھ ہے جو چھپانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! آپ تشریف رکھیں اس پر میں رولنگ دیتا ہوں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ کیا اس آگسٹ ہاؤس کی اہمیت نہیں ہے؟ اس کے اوپر کمشنر صاحب بیٹھے ہیں یا پارلیمنٹ آئین کے تحت بالادست ہے؟ ہمیں constitution نے، ہمیں اس آئین کے تحت پاکستان میں سب سے اعلیٰ ادارہ وہ عوام کا یہ منتخب نمائندہ ہے۔ لیکن آج اس منتخب نمائندے کے بارے میں ایک کمشنر، ایک انیس گریڈ کا آفیسر۔ جب آپ کے سیکرٹری نے اس کو فون کیا تھا کچھ دن پہلے کہ آپ یہ سوال کا جواب کیوں نہیں دے رہے ہو کمشنر صاحب نے آپ کے اسمبلی سیکرٹری صاحب کو بھی جواب نہیں دیا۔ تو کتنی افسوس کی بات ہے جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! آپ تشریف رکھیں اس میں رولنگ دیتا ہوں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی لاگو صاحب۔

میر اختر حسین لاگو: جناب اسپیکر! جب اس طرح کے معاملات ہوتے ہیں جیسے زیرے صاحب نے فرمایا۔ اب ایک کمشنر ہے اس کو آپ نے انتظامی اختیارات بھی دیئے ہیں۔ پھر نان ٹیکنیکل بندہ ہے اس کو آپ نے PD بھی لگا دیا ہے کوئٹہ پیکیج کا۔ اب اس کو آپ نے ایک اور اضافی چارج دیا ہے ایم ڈی واسا کا۔ جناب والا! پھر اس کو چیف منسٹر کا بھی چارج دیدیں۔ پھر ان کو تمام منسٹریز کا بھی چارج دیدیں۔ ان کو اسپیکر کا بھی چارج دیدیں۔ ان کو سیکرٹری اسمبلی کا بھی چارج دیدیں۔ اگر بلوچستان میں کوئی اور لوگ نہیں ہیں اسی ایک ہی بندے پر جو اسمبلی کو کچھ نہیں سمجھتا ہے۔ جو اسمبلی کے اختیارات کو کچھ نہیں سمجھتا۔ جو آپ کے سوالوں کے جوابات نہیں دے رہے ہیں۔ جو اپنے آپ کو جوابدہ نہیں سمجھ رہا ہے۔ جو اپنے آپ کو بلوچستان گورنمنٹ کا empty نہیں سمجھتا ہے۔ جو مطلق العنان بادشاہ کی حیثیت سے بیٹھا ہوا ہے۔ جو ہر چیز سیاہ و سفید کا مالک اپنے آپ کو سمجھتا ہے۔ تو جناب والا! اس طرح کے لوگوں کو پھر مہربانی کر کے فارغ کر دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ اختر لاگو صاحب! میں اس پر رولنگ دیتا ہوں۔ جی کھتیران صاحب۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: جناب اسپیکر صاحب! ملک صاحب ایک منٹ مجھے بولنے دیں پھر آپ بول لینا۔ میں مدد کر رہا ہوں یار۔ آپ ادھر جواب میں جا رہے ہو۔ جناب اسپیکر صاحب! میرے فاضل دوست نے جیسے فرمایا ہے کم از کم یہ عوامی حکومت ہے۔ مجھے اچھا تو نہیں لگ رہا ہے کہ اپنے اوپر میں بات کروں۔ ہر ادارہ دوسرے

ادارے میں گھسا ہوا ہے۔ شاید وہ بہت honest ہیں۔ ڈی سی، کمشنر، تحصیلدار، اے سی ان کے اپنے اختیارات ہوتے ہیں۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی یا تو پورا C&W department جو ہے ناں وہ dishonest declare کر کے اس کو honest جو imported ہے ناں وہ آکر یہاں کے پراجیکٹ چلائیں۔ یا پھر میرا خیال ہے اس کے منسٹر سے لیکر اس کے سیکرٹری ان سے زیادہ میرے خیال کوئی honest نہیں ہوگا۔ ان کو بائی پاس کر کے بالکل بجا فرما رہے ہیں۔ کمشنر کا کام ہے انتظامیہ چلانا نا کہ وہ روڈیں بنانا نالیاں بنانا۔ میں نے سی ایم ہاؤس میں یہ گزارش کی اور on the floor میں کہہ رہا ہوں۔ اس کا جو بھی reaction آتا ہے وہ مجھے قبول ہے۔ کہ یہ چیزیں please یہ ڈاکٹر مالک نے یہ چیزیں شروع کی تھیں۔ اسی کی repetation ہو رہی ہے یہ۔ ڈاکٹر مالک نے کمشنر مکران کو پراجیکٹ ڈائریکٹر declare کیا۔ سنیں جی اس وقت کے حکومت کے یہ لوگ جو ابھی نصر اللہ یہ کر رہے ہیں وہ ادھر تھے۔ اس وقت انہوں نے آواز نہیں اٹھائی۔ اس وقت یہ پریکٹس شروع ہوئی۔ میرے ڈسٹرکٹ کا ڈپٹی کمشنر پراجیکٹ ڈائریکٹر declare ہوا۔ وہ کسی کو جواب دے نہیں تھا۔ ایک غیر منتخب آدمی اس کو چلا رہا تھا۔ آج وہ پریکٹس ہمیں نے بند کر دی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ کھیتراں صاحب۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: حالانکہ بہت honest ہے کوئٹہ کمشنر ناں جی۔ وہ میرا خیال ہے کہ میری عرض سن لیں کہ اس کو چیف سیکرٹری کا چارج دیدیں۔ اس کو پاپولیشن کا اور فوڈ منسٹر کا بھی چارج دیدیں۔ کیونکہ میں dishonest ہوں اور وہ honest ہے۔ تو kindly please میری گزارش ہے کہ اس پر رولنگ دیں کہ جس کا کام اسی کو ساجھے ہمارے اوپر یہ honest جو برس رہے ہیں ناں جی۔ جو پچھلے ڈاکٹر مالک کے دور میں، پچھلے دور میں ہم برستے رہے اب پھر ان کو نازل کیا جا رہا ہے۔ پھر جو ہمارے یہاں کے PCS officers ہیں یا لوکل ہیں ان سب کو جو ہے ناں نیب کو کیسز دیکر کہ یہ بے ایمان ہیں کوئی ثبوت نہیں ہے لہذا انکو نوکریوں سے برخاست کیا جائے۔ اور وہ imported وہاں لاہور سے تشریف لاتے ہیں وہ پراجیکٹ بھی ہمارے چلائیں۔ ہمارے روڈیں بھی بنائیں ہمارے رولر بھی چلائیں اور ہمارے چوک بھی بنائیں اپنے نام سے۔ thank you

very much

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: basic unit میں جتنے بھی اس کے فیصلے ہوتے ہیں وہ کاہینہ کے اندر ہوتے ہیں۔ اور کاہینہ نے ان کو وہ اختیارات تفویض کیئے ہیں۔ ہمارے وزراء صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں میرے خیال میں ایک تو

یہ جتنے فیصلے کئے ہیں اس کو واپس دوبارہ کا بینہ کے اندر لائیں گے۔ اچھا تو ٹھیک ہے پھر اس طرح کرتے جناب اسپیکر صاحب! اس کو استحقاق کے کمیٹی کے حوالے آپ کر دیں نمبر 1۔ دوسری ہمارے جتنے بھی ڈسٹرکٹ ہیں جس محکمے میں بھرتیاں ہو رہی ہیں ان میں ڈپٹی کمشنر کو چیئر مین بنایا گیا ہے وہ بھی اسی طرح کا کام ہے۔ وہ بھی انتظامی آفیسر ہے اور اس کا کام لاء اینڈ آرڈر سے ہے۔ ابھی گزشتہ دنوں محکمہ تعلیم میں جو بھرتیاں ہوئی ہیں خاص کر کونٹے کے اندر۔ اس پر جو سوالات اٹھے اور اب نصیر آباد کے اندر جو بھرتیاں ہوئی میرے خیال میں سب ڈویژن کے اندر جو بھرتیاں ہوئی ان تمام پرسوالات ہیں۔ ابھی میرے خیال میں ہماری جو ٹریڈی پنچر کے دوست بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی اس سے مطمئن نہیں ہیں۔ اگر کوئی دوست بول نہیں رہا ہے سردار صاحب کی طرح اہمیت کریں۔ میرے خیال میں یہ اچھی چیز ہے اور روایت ڈالیں کہ اچھے کام میں اس کی حمایت کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب! وہ پھر کوئی دوسرا chapter ہے۔ پہلے میرے خیال سے کمشنر والے معاملے پر بات کرتے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: کمشنر والے کو سر پھر آپ استحقاق کمیٹی کے حوالے کر دیں جناب۔

میر اختر حسین لانگو: استحقاق کمیٹی کے حوالے کر دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں اس کو بلا لیتے ہیں یہیں پر۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: اس کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کر دیں میرا استحقاق مجرح ہوا ہے یہ 19 مارچ کو میں نے سوال پوچھا تھا آج نومبر کا مہینہ جا رہا ہے۔ تو یہ کیسا کمشنر ہے ہاؤس سے اوپر ہے۔ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دو پھر وہاں بات ہوگی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کمشنر صاحب کو بلا لیتے ہیں۔ اگر آپ لوگ مطمئن نہیں ہوئے تو اس کے بعد پھر اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں۔ بس اس پر میں یہ رولنگ دے رہا ہوں دیکھیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب یہ سوال ضوابط کے مطابق ہم چائے پی کر کے اسے کیا کریں؟ اس کو official بلا لیں استحقاق کمیٹی کے سامنے ہم سب وہیں بولیں گے۔

انجینئر زمر خان اچکزئی (وزیر زراعت و کوآپریٹوز): یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد نہیں ہوتا۔ آپ کے سوال کے سامنے کوئی date نہیں لکھی ہے کہ یہاں سے۔۔۔۔۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! دیکھو پانچ دفعہ یہاں سے مراسلہ گیا ہے۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: ان پر اکثریت کی رائے ہوتی ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں نہیں رولنگ اسپیکر کا حق بنتا ہے۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: آپ سنیں جناب اسپیکر صاحب! آپ ایک چانس اور دیدیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: دیکھو ابھی اس طرح ان کے اوپر ہاتھ پڑے ہوتے ہیں تو ٹھیک۔ آج ایک منسٹر

صاحب ہماری تائید کر رہا ہے یہ تو اچھی بات نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! یہ آپ رولنگ دیدیں اس کو استحقاق کمیٹی کے

سپر دکر دیں پھر وہاں بات ہوگی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کھوسہ صاحب! آرڈران دی ہاؤس۔ میں نے رولنگ اس پر نہیں دی۔ میں نے آپ

لوگوں کی رائے لی۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: یہ استحقاق کمیٹی کا بنتا نہیں ہے۔ اگر اس میں استحقاق کا ہے پھر تمام سیکرٹریز کو بھی

نوٹس جائیگی۔ استحقاق نہیں بنتا ہے۔ آپ اپنے good office میں اسکو بلائیں کہ جی یہ موصلات کے ساتھ

آپ concernend نہیں ہے۔ آپ کا جواب کون دیگا؟ اب میرا ایک سوال نصر اللہ نے ڈالا ہوا ہے نوڈ اتھارٹی

کا۔ میں نے توتیار کر کے رکھ دیا۔ لیکن آپ کے اس سیشن میں شاید وہ جوسٹ جاری ہوئیں اس میں نہیں ہے۔ اس کا بھی

میں بتاؤنگا کہ کیا طریقہ کار ہے۔ بجائے یہ کہ آپ ایک نیا سلسلہ شروع کریں۔ میں نے جو یہ کیا ہے۔ ابھی میں نے

کہا کہ وہی جو پانچ سال پہلے ڈاکٹر مالک کے دور کی جو چیزیں ہیں۔ ہماری حکومت عوامی حکومت ہے۔ ہم نہیں

چاہتے کہ وہ چیزیں repetition ہوں انہوں نے پورے صوبے میں پروجیکٹ ڈائریکٹر بنا کر تمام اپوزیشن کے

حلقوں میں، اپنے حلقے میں اپنی مرضی کے وہ نیشنل پارٹی والے کرتے رہے یا دوسرے کرتے رہے۔ میں یہ

چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس پاور ہے۔ آپ اسکو بلائیں کہ آپ نے جواب کیوں نہیں دی۔ آپ اسکی

explanation لے سکتے ہیں۔ اس کے بعد اسکو deadline دے دیں کہ آپ کا جواب اسی سیشن میں پہنچ سکتا ہے

یا next session میں۔ یہ آپ کے آفس کے اختیارات ہیں بحیثیت اسپیکر۔ تو میں اس کو بحیثیت پارلیمنٹیرین۔

میں استحقاق کی بات نہیں کرونگا۔ کیونکہ پھر اس میں جس جس کے سوال ہیں۔ سال سال پرانے بھی ہیں۔ ڈیڑھ

ڈیڑھ سال پرانے بھی ہیں۔ پھر تو سارے سیکرٹری، سارا سلسلہ۔ منسٹر جو اس concerned ہوگا وہ استحقاق میں

چلا جائے گا۔ لہذا آپ اگلے سیشن میں ہمارے آئینبل ساتھی کو مطمئن کر دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کمشنر کوئٹہ ڈویژن کو سوموار والے دن بلوچستان اسمبلی میں طلب کیا جاتا ہے۔ اگر اس کا جواب

تسلی بخش نہ ہوا تو بیشک اگلے سیشن میں اسکو استحقاق کمیٹی کے حوالے کر دیں۔ میرزا بدلی ریکی صاحب! آپ

اپنا سوال نمبر 237 دریافت فرمائیں۔

محترمہ بشریٰ رند: جواب تو ہے مگر سوال کرنے والا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اسکو اگلے سیشن کیلئے defer کیا جاتا ہے۔

جناب ثناء بلوچ صاحب آپ اپنا سوال نمبر 82 دریافت فرمائیں۔ ایک کا جواب آیا ہوا ہے اور دوسرے کا نہیں۔ انکو بھی اگلے سیشن کیلئے defer کیا جاتا ہے۔

محترمہ شکیلہ نوید صاحبہ، سوال نمبر 151 دریافت فرمائیں۔ جواب موصول نہیں ہوا۔ اور میڈم بھی نہیں ہے۔ تو یہ بھی defer کیا جاتا ہے۔ میریونس عزیز صاحب، اس کا بھی جواب نہیں ہے۔ ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب، اسکا بھی جواب نہیں آیا۔ نہیں یہ منسٹر صاحبان اور سیکرٹری صاحبان کیا کر رہے ہیں جو آپ لوگ ایوان کی کارروائی کو serious نہیں لے رہے ہیں۔

☆ 228 ملک نصیر احمد شاہوانی، رکن اسمبلی:

کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ کے زمینداروں کے حق میں بلڈوزر آدور جاری کر رہی ہے۔

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو گزشتہ ایک سال کے دوران کن کن زمینداروں کے حق میں کس قدر بلڈوزر آدور جاری کیے گئے ضلعو اور تفصیل دی جائے نیز اگر جواب نفی میں ہے تو زمینداروں کے حق میں تاحال بلڈوزر آدور جاری نہ کر نیکی وجوہات کیا ہیں تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر زراعت: جواب موصول نہیں ہوا۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: یہ سوال ہے۔ یہ ذرا ہمیں جلدی موصول نہیں ہوا تھا ڈیپارٹمنٹ کو تو یہ

process میں ہے۔ انشاء اللہ اگلے سیشن میں یا اس سے اگلے سیشن میں اسکا مکمل جواب آپکو دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اور اس میں میں نے ایک رولنگ دی تھی کہ جس محکمے کا سوال ہو تو اس محکمے کا سیکرٹری جو

ہے اپنی موجودگی یقینی بنائے ایوان میں۔ اب اسمبلی سے ایک اور لیٹر جانا چاہیے تمام محکموں کو۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: آپ رولنگ دے دیں۔ بالکل ہونا چاہیے۔ ہر ڈیپارٹمنٹ کا سیکرٹری ہونا چاہیے جس

کے question اور answer ہو۔ ہم آپکے ساتھ agree ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: توجہ دلاؤ نوٹس۔ جناب اکبر مینگل صاحب آپ اپنی توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال

دریافت فرمائیں۔

میر محمد اکبر مینگل: شکر یہ جناب اسپیکر! (الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع خضدار کی تحصیل وڈھ حلقہ PB-40

کی اسکیم۔ ہاری پیرتا سارونہ تیس کلومیٹر روڈ کی تعمیر کیلئے پی ایس ڈی پی 20-2019ء میں سیریل نمبر 122، اسکیم نمبر Z-2019.0074 کے تحت پینتیس کروڑ سے زائد کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔

(ب)۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اسکیم کو وزیر اعلیٰ بلوچستان کے ہدایت کی روشنی میں محکمہ پی اینڈ ڈی کے مراسلہ نمبر P&D-SE-4-39/2019/5438 مورخہ 21 اکتوبر 2019ء کے تحت تبدیل کیا جا رہا ہے۔

جی اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ مواصلات و تعمیرات اسمبلی سے پاس شدہ PSDP کو تبدیل کرنے کا اختیار رکھتا ہے؟ نیز مذکورہ اسکیم کو تبدیل کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی؟ اوپر تفصیل ایوان کو فراہم کیجئے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی کوئی اس کی وضاحت کرنا چاہے گا۔ یہ موبائل جس کی فلائٹ موڈ پر ہے دیکھ لیں۔ وزیر خوراک و بہبود آبادی: جناب اسپیکر صاحب! دیکھیں ہماری حکومت قانون اور آئین کے مطابق ہر فیصلہ کرتی ہے۔ ہم کبھی بھی کوئی ایسا کام نہیں کریں گے جو کہ آئین اور قانون کی خلاف ورزی ہو۔ جیسے کہ میرے فاضل دوست نے یہ اسکیم کا حوالہ دیا ہے۔ ضلع خضدار کی تحصیل وڈھ میں بھی ایک اسکیم ہاری پیرتا سارونہ تیس کلومیٹر روڈ کی تعمیر کیلئے PSDP 2019-2020 میں سیریل نمبر 122 میں 35 کروڑ سے زائد۔ کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ اسکیم کو وزیر اعلیٰ بلوچستان کی ہدایت کی روشنی میں P&D کے مراسلہ نمبر فلاں فلاں کے تحت تبدیل کیا جا رہا ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ PSDP کا بھی ایک طریقہ کار ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ کا Good office جانتا ہے کہ صوبائی حکومت بناتی ہے۔ کابینہ اسکی منظوری دیتی ہے۔ پھر اس اسمبلی سے منظوری کے بعد وہ implement ہوتی ہے۔ اسی طریقے سے اگر اس میں کوئی بھی تبدیلی لائی جائیگی تو باضابطہ محکمہ اسکی وجوہات بیان کرتا ہے کہ کیا وجہ ہے۔ کہیں پرمین کی dispute ہوتی ہے۔ کہیں پرقبال کی dispute ہے۔ کہیں پرقیا سلسلہ ہوتا ہے۔ محکمہ لکھتا ہے۔ پھر اس پر کارروائی ہوتی ہے۔ اور وہ باضابطہ گورنمنٹ، گورنمنٹ mean کیبنٹ۔ کیبنٹ میں آئیگا۔ کیبنٹ پھر اس کی اگر منظوری دیتی ہے تو پھر اس آنریبل ہاؤس سے اسکی منظوری لی جائیگی۔ یہ مذاق نہیں ہے کہ ایک اسکیم ہے۔ اور یک جنبش قلم کی جو ہے نا کہ جی آ پکی نہیں ہے اسکی ہے۔ اس کی نہیں ہے اُس کی ہے۔ کہ اگر بھائی صاحب کو کوئی initiative ہوا ہے تو کیبنٹ میں ہم موجود تھے۔ میرے سارے ساتھی موجود تھے۔ ابھی تک اسکی تبدیلی کے بارے میں کیبنٹ تک یہ چیز نہیں آئی۔

میر اختر حسین لاگو: جناب اسپیکر! یہ ایک اسکیم تھی ہاری پیر سے سارونہ۔ جناب اسپیکر! یہ ایک اسکیم نمائندے نہیں دیتے۔ یہ مائنڈ پیارٹمنٹ والوں نے اپنی مائننگ کی، جو انکی مائنر تھی انکو مارکیٹ تک رسائی کیلئے انہوں نے یہ

purpose کیا تھا۔ یہ ڈیپارٹمنٹل اسکیم ہے۔ دوسرا جناب والا! سارونہ میں جو ماربل کے مائنز ہیں۔ سردار صالح بھوتانی صاحب کا علاقہ بھی اس کے ساتھ ہے۔ وہاں سے ایک بہت بڑی تعداد میں جو آپ کے ویرونہ وغیرہ ہے یا باقی ماربلز ہیں انکی لیزیں ہیں۔ تو جناب والا! یہ فارم ٹو مارکیٹ والا ایکسز پر وجیکٹ تھا کہ مائنز کی جو آپکا production ہے اس کو مارکیٹ تک excess کیلئے یہ تیس کلومیٹر روڈ۔ اس سے آگے پھر درہنگی کا جو روڈ ہے۔ یہ اس کے ساتھ اسکو connect کر رہے تھے۔ تاکہ سارونہ کا جو ماربل ہے وہ آسانی سے کراچی کے مارکیٹ کو پہنچ سکے۔ انہوں نے جناب اسپیکر! اس میں PSDP کی کاپی بھی لگی ہوئی ہے۔ اور جو C.M کی طرف سے ایک نوٹیفکیشن گیا ہے انکو change کروانے کیلئے۔ اس کی کاپی بھی لگی ہوئی ہے۔ تو جناب والا! انہوں نے کیا کیا ہے کہ سارونہ ٹو خضدار۔ اب جناب اسپیکر! ٹیکنیکل چیز اس میں یہ ہے کہ پینیس کروڑ روپے جو رکھے گئے ہیں۔ وہ تیس کلومیٹر روڈ جو سارونہ سے ہاری پیر تک کا فاصلہ ہے۔ ہاری پیر سے آگے وہ سڑک چکی ہے۔ اس تیس کلومیٹر کیلئے تیس کروڑ روپے رکھے گئے تھے اب اس کو اب divide کر رہے ہیں سارونہ ٹو خضدار۔ جس کا فاصلہ بنتا ہے کوئی تین سو کلومیٹر۔ اب تیس کلومیٹر روڈ کے پیسوں سے آپ کیسے بنائیں گے۔ تو یہ جناب والا! خود بخود ختم ہو جائے گا۔ 35 کروڑ روپے میں تین سو کلومیٹر روڈ نہ کبھی بن سکتی ہے، نہ کبھی بنا ہے اور نہ مستقبل میں کبھی بنے گی۔ تو بہتر یہی ہے کہ سارونہ کے مائنز کو جو ڈیپارٹمنٹ نے purpose کیا تھا کہ سارونہ کا جو ماربل کا مائننگ ایریا ہے اسکو ہاری پیر تک connect کیا جائے۔ ہاری پیر سے سردار صالح بھوتانی صاحب کے علاقے سے ہوتے ہوئے کراچی تک یہ سڑک چکی بن چکی ہے۔ اور ماربل کی جو مارکیٹ ہے وہ خضدار میں نہیں ہے جناب اسپیکر! ماربل کی جو مارکیٹ ہے وہ کراچی ہے۔ ماربل جو یہاں مائنز سے نکلے گا وہ کراچی بکنے کیلئے جائیگا۔ اب یہاں سے آپ اس کو connect کر رہے ہیں خضدار تک۔ خضدار تین سے کلومیٹر کا distance اس پیسوں سے وہ بنے گا نہیں۔ دوسرا ماربل کو آپ سارونہ سے لیکر پہلے خضدار آئیں۔ اس کی یہ تین سو کلومیٹر کی ٹرانسپورٹیشن دیں۔ پھر خضدار سے ساڑھے چار سو کلومیٹر آپ اسکو کراچی لے جائیں مارکیٹ تک۔ تو وہاں سے ٹوٹل یہ distance بنتا ہے کوئی ستر سے اسی کلومیٹر۔ جو سارونہ سے ہاری پیر کو لکھ کر۔ یا ہاری پیر سے آگے کراچی تک۔ یہ سارونہ سے کراچی کی جو distance ہے وہ اسی سے سو کلومیٹر کے درمیان ہے۔ تو آپ جس مقصد کیلئے یہ پیسے رکھے گئے تھے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے وہ مقصد ہی آپ اسکو kill کر رہے ہیں۔ صرف کس لیے؟ کیونکہ وہ علاقہ سردار اختر مینگل صاحب کا ہے۔ اس علاقے کا ایم پی اے جو ہے اپوزیشن سے تعلق رکھتا ہے جو اکبر مینگل ہے۔ میرے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ صرف اس بغض معاویہ میں آپ اس اسکیم کا منہ کالا کر رہے ہیں۔ اس اسکیم کو آپ برباد کرنا چاہ رہے ہیں صرف بغض معاویہ میں۔ جب علی

والا کم نہیں ہے۔ یہ بغض معاویہ والا کام کر رہے ہیں آپ لوگ۔ آپ لوگ اس علاقے کے لوگوں کو مارکیٹ تک excess سے محروم رکھنے کیلئے آپ نے یہ کام کیا۔ کیونکہ یہ آپکو بھی پتہ ہے کہ یہ ٹیکنیکل چیز ہے۔ یہاں کی ٹیکنیکل لوگ آپ کے ساتھ بیٹھے ہیں آپکے ڈیپارٹمنٹ سے۔ یہ انکو بھی پتہ ہے کہ میں کلومیٹر کے پیسوں سے تین سو کلومیٹر روڈ بن سکتا۔ تو جناب والا! اس کو فوراً آپ رولنگ دے دیں کہ اس کو واپس کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: شکر یہ جناب اسپیکر! کہ بغض معاویہ یہ الفاظ اچھے نہیں ہیں۔ وہ حُبِ علی کریں ناں۔ حُبِ محبت۔ ہم حُبِ والے ہیں۔ جتنا پیار چاہیے ہم سے لے لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: order in the House

وزیر خوراک و بہبود آبادی: جناب اسپیکر صاحب! آپ اپنے سیکرٹری سے پوچھ سکتے ہیں کہ توجہ دلاؤ نوٹس جس نے کیا ہے اس دن۔ وہی بندہ debate کر سکتا ہے one thing (مداخلت) صبر۔ ابھی مجھے تھوڑا سا سن لیں۔ چاچا جو تم نے بولنا تھا بول دیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: order in the House

وزیر خوراک و بہبود آبادی: اختر جان! تھوڑی سی میں وضاحت کر دوں پھر آپ بولیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے عرض کی کہ ایک procedure کے تحت چاہے۔ یہ فارم ٹو مارکیٹ نہیں ہے۔ باضابطہ پی ایس ڈی پی کا نمبر دیا ہوا ہے 122۔۔۔ (مداخلت) ہے سارے ڈیپارٹمنٹل۔ میرے اور آپکے کہنے پر تو نہیں ہونگے۔ تو اگر اس قسم کا لیٹر گیا ہے۔ یہ ابھی تک تو ہو رہا ہے۔ یہ پری ڈکشن ہے کہ ہو رہا ہے۔ لیٹر گیا ہوگا، ضرور گیا ہوگا۔ تو اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ یہ آئیگا کیبنٹ میں۔ کیبنٹ کے بعد باضابطہ اس معزز ایوان سے منظوری لی جائیگی یا گورنمنٹ، گورنمنٹ mean کیبنٹ نہ کہ سی ایم۔ جب آئیگا ہم اس پر انشاء اللہ تعالیٰ۔ میں اپنے فاضل دوست کو کہتا ہوں کہ وہاں اس کو دیکھ لیں گے۔ اسکا جائزہ لیں گے کہ کیا وجوہات ہیں کہ اس کی وہ جو پوزیشن تبدیل کی جا رہی ہے۔ نام تبدیل کیا جا رہا ہے یا اس کا سائٹ تبدیل کی جا رہی ہے۔ ہم نے تو اتنا اچھا سسٹم لایا کہ آپ کو باضابطہ ہم GPRS کے ذریعے ایک ایک جو ڈیوب ویل لگتا ہے تو اسکا GPRS کر کے ہم اس حد تک کہ کرپشن زیرو کریں۔ سلسلہ زیرو کریں۔ fudge اسکیمیں زیرو کریں۔ تو یہ اگر کسی علاقے کو فائدہ پہنچا رہا تھا تو یہ انشاء اللہ یہ اسکیم ضرور ہوگی۔ اگر کسی فرد کو نواز نے کیلئے یہ اسکیم بنائی گئی تھی تو پھر ہم کیبنٹ میں اسکا جائزہ لیں گے اور اس معزز ایوان کے سامنے رکھیں گے۔ پھر august house اس پر majority کے ساتھ جو فیصلہ کرتا تھا وہ ہوگا۔

تو میری گزارش ہے فاضل دوست سے کہ ہمیں اس کا جائزہ لینے دیں۔ ابھی اس کا صرف لیٹر گیا ہے۔ کوئی اسکی پی ایس ڈی پی میں اسکی شکل تبدیل نہیں ہوئی۔۔۔ (مداخلت۔ شور) انکو آڑی ہوتی ہے۔ سی ایم کو اختیار ہے کہ کسی اسکیم کے بارے میں وہ بات کر سکتا ہے۔ اگر اس کے پاس کوئی شکایت آئی ہوگی یا کوئی سلسلہ۔ لیکن اسکا procedure یہ ہے کہ کیبنٹ میں آئیگا اور پھر اس august House میں آئیگا۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ ہم ضرور اس پر توجہ دیں گے۔ اسکا جائزہ لیں گے اور اپنے فاضل دوست کو ہم اس process کا، اس میں جو بھی تبدیلی ہو رہی ہے یا نہیں۔ اس کو ضرور آگاکریں گے۔ ہم یہ surety دے رہے ہیں۔ شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کھیران صاحب! مجھے بھی یہ اختیار ہے کہ وزیر سے یہ پوچھوں کہ آپ کس حوالے سے یہ treat کر رہے ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پھر آپ بات کریں۔ ایک بار یہ معاملہ تھوڑا حل ہو۔ آپ دو منٹ تشریف رکھیں۔ اس کے بعد میں آپکو موقع دیتا ہوں۔ جی اکبر صاحب۔

میر محمد اکبر مینگل: جناب اسپیکر صاحب! پوری اپوزیشن کے ساتھ زیادتی ہے۔ کہ جب چاہے، جب بھی موڈ ہو تو آپ اپوزیشن کے کام آپ ٹرانسفر کریں، شفٹ کریں۔ یہ صرف اور صرف تیس ہزار کی آبادی ہے۔ تیس ہزار لوگوں کا آنا جانا وہاں سے ہے۔ یہ فرد واحد کا نہیں ہے۔ یہ پورے اس علاقے کا ہے۔ آپ صرف یہ کہ اپوزیشن کے علاقے سے یہ تعلق رکھتا ہے۔ اپوزیشن کو رگڑنا ہے تو اس وجہ سے اس کو رکھا گیا ہے۔ اور خاص کر جو اسپیشل اسٹنٹ رکھے ہوئے ہیں ٹھیکیدار قسم کے۔ آج وہ خود گاؤں میں سرعام کہتے ہیں کہ ہم اسپیشل اسٹنٹ ایسے مفت میں نہیں لگے ہیں۔ اگر وہ مفت میں نہیں لگے ہیں تو انہوں نے کتنے پیسہ دیئے ہیں؟ آیا اسپیشل اسٹنٹس کی قیمت کیا تھی؟ آج وہ پروڈیکٹس جو ترقیاتی کام لوگوں کیلئے ہونے چاہئیں۔ کیا اسکا ٹھیکہ ہم کو دیا ہے؟ یہ صرف اپنے ٹھیکے کی خاطر اسکو شفٹ کیا جا رہا ہے۔ XXXXXXXXXX - XXXXXXXXXX - XXXXXXXXXX اسپیکر صاحب! اس ایوان کی آپ custodian ہیں۔ یہ آپ پر ذمہ داری ہوتی ہے کہ ایسے فیصلوں کو رد کر دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ مینگل صاحب! اس پر متعلقہ وزیر چونکہ آج نہیں آئے ہیں concerned۔ میر محمد اکبر مینگل: یہ پہلے بھی آچکا ہے۔ concerned منسٹر کبھی بھی نہیں آئیگا۔ یہ کام تبدیل ہوگا۔ کرپشن کی نذر ہوگی۔ فائدہ نہیں۔ آپ custodian ہیں ہم سب کے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میں یہ رولنگ دیتا ہوں کہ اس پر جو ہے concerned department اور concerned منسٹر کو لیٹر یہاں سے بھجوادیں کہ اس کی ہمیں تفصیلات بتادیں کہ کس بنیاد پر آپ لوگ یہ کام شفٹ کر رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت) آرڈران دی ہاؤس مینگل صاحب! مہربانی کر کے غیر پارلیمانی الفاظ یہاں

استعمال نہ کریں۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: ایک منٹ جناب اسپیکر صاحب! میں اکبر کوچیلنج کرتا ہوں۔ میرے فاضل دوست ہے، بھائی ہے میرا۔ میرے چیف منسٹر پر ایک روپے کے یہ کرپشن ثابت کر دیں تو میں وعدہ کرتا ہوں اس ہاؤس سے کہ میں اپنی سیٹ سے، اپنی سرداری سے استعفیٰ دوں گا۔۔۔ (مداخلت۔ شور) نہیں نہیں، ایسے الزاموں پر مت جائیں۔ بات سنیں۔ دیکھیں بات سنیں۔ جی بالکل سر آنکھوں پر۔XXXXXXXXXXXXXXXXX۔ یہ الزاموں پر مت جائیں۔ آپ غلط الزام مت لگائیں ناں جی۔ please دیکھو کسی کو honest یا dishonest کا سر ٹیکٹ آپ کے دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم فخر یہ کہتے ہیں کہ ہمارا CMI بے داغ ہے۔ ثابت کریں اسکی جگہ میں استعفیٰ دوں گا میرا وعدہ ہے اس معزز ایوان میں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: کھیتراں صاحب! تشریف رکھیں۔ کارروائی آگے لے جاتے ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: سردار صاحب! ایک مکمل رپورٹ دی ہے CMIT نے کہ ایک پوسٹ پر جو نیر کلرک کی بارہ بارہ لاکھ روپے لینے گئے ہیں۔ یہ ہے یہ good governance۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آرڈران دی ہاؤس سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔ کھیتراں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ تمام غیر پارلیمانی الفاظ حذف کیئے جائیں۔

میر اختر حسین لاگو: جناب اسپیکر! اگر اپوزیشن کے علاقوں میں غیر منتخب نمائندوں کی مرضی اور منشاء کے مطابق کام کروائیں گے تو کیا اخلاقیات، کیا دستور، کیا بلوچستان کی روایات۔ کیا یہ ہمیں اس چیز کی اجازت دیتے ہیں؟۔ جناب اسپیکر! آپ مجھے اسمبلی کی کارروائی دکھادیں کہ کسی ایک کا بھی نام یہاں سے پاس ہوا ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: لاگو صاحب! تشریف رکھیں۔ ملک صاحب! تشریف رکھیں۔ دیکھیں اگر آپ بات کریں گے تو وہ پھر وہاں سے بات کریں گے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر! میں بات کروں گا لڑائی نہیں کروں گا آپ میری بات سنیں۔ شکر یہ جناب اسپیکر! میرے خیال میں میرے دوست نے جس طرح کہا کہ اسی اسمبلی کے جو معاون خصوصی ہیں، انکو پاس کیا تھا۔ اسمبلی نے نہیں بلکہ انکی کابینہ نے پاس کیا تھا۔ اسکی میں تصحیح کرتا ہوں آپ یہ سوچ لیں۔ اور وہی کابینہ کے لوگ ناراض ہوتے ہیں جناب اسپیکر! اب ایک اور بھی میرے خیال میں معاون خصوصی کے علاوہ کوئی اور بھی آرہا ہے شاید۔

☆ بحکم جناب اسپیکر: XXXXXXXXXX غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

انکو نواز نے کیلئے لائیزن اسٹنٹ بھی آرہے ہیں۔ اگر جناب اسپیکر صاحب! یہ سیاسی رشوت ہے۔ وہ لوگ جو ہم لوگوں کے مقابلے میں کھڑے تھے وہ الیکشن میں گر گئے۔ اب انکو نواز نے کیلئے، انکو خوش کرنے کیلئے۔ یہ کیا حق بنتا ہے اُس بندے کا کہ میرے حلقے میں میرے کہنے پر 15 کروڑ روپے دیا گیا ہے۔ اور ایک غیر منتخب نمائندے کو 25 کروڑ روپے دیکر اُس کے ذریعے باقاعدہ افتتاح کیا جا رہا ہے۔ ایک اسکول کے اندر، میں نے اُس دن میڈم بشری سے بات کی۔ انکی کوئی اسکیم ہے اربن پلاننگ کی۔ ایک اسکول کے اندر بیس درخت ہیں میرے خیال میں گزشتہ ستر سال سے لگے ہوئے تھے۔ ٹھیکیدار نے جلدی جلدی کاٹ کر کے وہ ماحولیات کے زمرے میں آجاتے ہیں۔ میں نے انکو کہا کہ اگر آپ نے یہاں ان کمروں کا بھی افتتاح کرنا تھا تو کم از کم یہ درخت آپ نہیں کاٹتے۔ اس نے بولا کہ وہ جانے ٹھیکیدار جانیں۔ اور میرے حلقے میں جس طرح نصر اللہ زیرے نے کیا بات کی۔ ہر حلقے میں یہ باقاعدہ مداخلت کی جا رہی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ مداخلت جو ہے سیاسی بنیادوں پر کیا جا رہا ہے۔ کل آنے والے الیکشن بلدیاتی الیکشن ہونگے۔ انکا کوئی حق نہیں بنتا۔ انکو یہ حق کوئی نہیں دیتا جناب اسپیکر صاحب! کہ وہ غیر منتخب نمائندے، منتخب نمائندوں کے مقابلے میں آکر کسی اسکیم کا افتتاح کریں اگر یہ حق انکو مل جاتا ہے تو ہمارے۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ ملک صاحب! زمرک صاحب! آپ دو منٹ تشریف رکھیں۔ آرڈران دی ہاؤس پر میں نے رولنگ دے دی ہے آپ سب تشریف رکھیں میں سب کو باری باری موقع دیتا ہوں۔ آج کے اجلاس میں جی ملک صاحب۔ جی زمرک صاحب۔

وزیر زراعت و کوپرائیٹو: جناب اسپیکر صاحب! میں آپکا توجہ چاہتا ہوں۔ حاجی صاحب! اگر ایک، دو منٹ مجھے دے دیں۔ کل رات کو میرا سگا بھانجا ہے زرعی یونیورسٹی پشاور میں پڑھتا ہے اور وہاں PSF کا جنرل سیکرٹری ہے۔ کل میں یہ نہیں کہونگا کہ میں ایسے الفاظ استعمال کروں جس سے ہمارے دوستوں کی دل آزاری ہو۔ PTI کے کارکنوں نے جھگڑا کیا تھا۔ پھر بعد میں انکا صلح ہوا آپس میں انکا راضی نامہ ہو گیا۔ ہمارے پشتون روایات یہ ہیں کہ جب ہم جرگہ کرتے ہیں تو پھر اس میں قتل کو بھی معاف کرتے ہیں ایک سے لیکر دس قتل معاف ہوتے ہیں۔ جب جرگہ اُنکے درمیان صلح کرتا ہے تو پھر وہ لوگ وہ چیز بھول جاتے ہیں۔ پھر ایک دوسرے سے دوستیاں کرتے ہیں۔ رشتے کرتے ہیں۔ اس تک پہنچتے ہیں۔ یہاں بلوچ ہیں۔ پشتون ہیں۔ جتنے بھی ہمارے قبائلی روایات ہیں۔ لیکن انہوں نے اس روایات کو بھی پامال کیئے۔ دوپہر کو اُنکے درمیان صلح

ہوا۔ جرگہ آیا۔ رات کو PTI کے کارکنوں نے ابھی میں وہ الفاظ استعمال نہیں کرونگا کہ میرے دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم ایسے الفاظ استعمال نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ رات کو گئے اسکے کمرے میں۔ نہیں ہم عدم تشدد کے لوگ ہیں حاجی صاحب! ہم تشدد سے نفرت کرتے ہیں۔ ہم باچا خان کے سپاہی ہیں۔ ہم نے ہمیشہ یہ ثابت کی ہے۔ ہم نے برداشت کی ہے۔ میں اس بات پر آتا ہوں۔ دو منٹ اگر آپ مجھے ٹائم دیں گے۔ آپ پورے تین گھنٹے تک بولتے رہے حاجی صاحب آپ کی مہربانی ہوگی۔ تو اُس پر حملہ کر کے اس کو شدید زخمی کیا مطلب وہ اُس صورتحال سے گزر رہا ہے کہ اگر آپ ویڈیوز دیکھ لیں۔ وہ بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ پورا سر اُنکا پورا سر پھاڑ دیا ہے۔ اسکی آنکھیں وہ نکل گئی ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ کونسی روایت ہے؟ میں اسکی مذمت کرتا ہوں۔ اور یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ آج ہماری شہیدوں کی برسی تھی۔ چمن میں آج خان جیلانی خان کی برسی تھی۔ ایمیل ولی خان آیا ہوا تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں ایک بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا۔ ہم ایسے نہیں ہیں کہ ہم ان چیزوں سے دبے والے ہیں۔ یا آج تک ہم جھکے ہوئے ہیں۔ ہماری تاریخ سوسالہ ہے۔ انکو صرف بتانا چاہتے ہیں کہ کسی کی دس سالہ ہوگی۔ کسی کی بیس سالہ ہوگی۔ ایسے لوگ آئے ہوئے ہیں جو آج سیاست سیکھ کر یہاں ہم لوگوں کو جمہوریت سکھاتے ہیں۔ اس دنیا میں جمہوریت سیاست ہوتی ہے۔ سیاست جمہوریت ہوتی ہے۔ ہمارا فرض یہی ہے کہ ہم جمہوری طریقے سے اپنی سیاست کریں۔ زبردستی، غنڈہ گردی اور تشدد سے کسی کو دبانے کی کوشش نہیں کریں۔ تو آج ہم نے اپنے شہیدوں کا دن منانے کے دوران، ایمیل ولی خان نے بھی ہم لوگوں کو خوش آمدید کہا یہاں بلوچستان آنے پر۔ ہم نے خان جیلانی خان شہید جو آج سے نو سال پہلے چمن کے بھرے بازار میں انکو بنیاد پر شہید کیا گیا کہ وہ حق کی بات کرتے تھے۔ وہ قوموں کی یکجہتی کی بات کرتے تھے۔ وہ اس ملک کی بات کرتے تھے۔ لیکن آج ہمارے ساتھ پھر ہو رہا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس طرح کی جو حربے ہیں اس کو استعمال نہ کیا جائے۔ دیکھو! میں اس گورنمنٹ کا حصہ ہوں تو میں پشتونخواہ کیلئے بات کرونگا، میں اگر ظلم پنجاب میں بھی ہو رہا ہے تو میں ادھر بات کرونگا، ظلم اگر سندھ میں بھی ہو رہا ہے تو میں اُن کے خلاف بات کرونگا۔ لیکن میں اپنی قوم کے بارے میں یہ کہوں گا کہ پشتون ایک پر امن قوم ہے۔ کم از کم اُس کو تشدد کے ذریعے نا بھڑکائیں۔ میں آپ کو بتا دوں اس کو ٹیٹہ میں ہم نے کچلاک میں شہداء دیئے ہیں، قاسم شہید، محبت شہید، جیلانی خان شہید۔ یہاں 65 آپ کے وکلاء شہید ہوئے ہیں تو

کیا یہ سیاست ختم ہوئی؟ تو کیا یہ جمہوریت ختم ہوئی؟ یہ تو اور بھی تحریکیں مضبوط ہوتی ہیں ان شہادتوں۔ جیلوں اور کوڑوں سے۔ آپ باچا خان کی سیاست کو دیکھ لیں سو سال میں جو 1910ء، 1915ء میں شروع ہوا ہے تو سو سال سے زیادہ وہ تحریک ہے۔ اسپیکر صاحب! میں بھی اس پارٹی سے تعلق رکھتا ہوں۔ میں صرف اتنا کہتا ہوں کہ ہمارا آپکا ایک اتحاد ہے۔ ہمارے آپ کے کچھ ممبرز نے پہلے بھی کہا تھا کہ ANP اپنی پالیسی واضح کر لیں۔ ہم PTI کے ساتھ اتحاد میں نہیں ہیں یہ میں آپ کو بتا دوں۔ ہمارا اتحاد جو ہے وہ BAP پارٹی کے ساتھ ہے اس صوبے میں۔ ہم اُس کے پابند ہیں ہمارا چیف منسٹر جام کمال خان صاحب ہیں، ہمارے اس ہاؤس کے وہ سربراہ ہیں حکومتی بچوں کے۔ نا کے اپوزیشن کے۔ تو میں ان دوستوں کے ذریعے سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ وہ پختونخوا صوبے کے وزیر اعلیٰ سے، وہاں کے گورنر سے اور وہاں کے ہوم سیکرٹری سے، وہاں کے ہوم منسٹر سے میں آپ کے توسط سے مطالبہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کے اگر تشدد کا جو واقعہ ہوا ہے اُس مجرموں کو گرفتار کیا جائے۔ اُن کو سزا دی جائے ہم نہ جھگڑا کرنے والے ہیں اور نہ کرتے ہیں۔ اور انشاء اللہ یہ ہم نے ثبوت کے ساتھ دیا ہے کہ ہم نے عوام کی طاقت سے اپنے حقوق حاصل کئے ہیں۔ ہم نے اس ملک میں، اس پاکستان میں انگریزوں کو باچا خان کے ایک لکڑی کے ذریعے ہم نے یہاں حقوق حاصل کئے۔ ہم نے کوئی زبردستی نہیں کی۔ ہم پر گولیاں چلائی گئیں۔ بابر کے میدان میں سات سو لوگ ہمارے ایک جگہ شہید کر دیئے۔ آپ قصہ خوانی کا لے لیں آٹھ سو ہمارے کارکنوں کو ایک ہی جگہ شہید کیا گیا پھر بھی ہم نے اس تحریک کو نہ چھوڑی اور نہ چھوڑیں گے اور آئندہ بھی اپنے قوم کیلئے، اپنے اس پشتون قوم کیلئے، اپنے مظلوم قوموں کیلئے۔ جو ہمارے مظلوم بلوچ ہیں جو بھی یہاں مظلوم چاہے سندھی ہے، اُن کے حقوق کیلئے لڑتے رہیں گے اور اپنے حقوق انشاء اللہ حاصل کریں گے عدم تشدد کے راستے سے۔ تو میں مذمت کرتا ہوں اور یہ مطالبہ اپنے دوستوں سے کرتا ہوں کہ ان مجرموں کو گرفتار کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مبین خان خلجی صاحب۔

جناب محمد مبین خان خلجی: شکریہ اسپیکر! یہ جو واقعہ ہوا ہے اور مجھے نہیں پتہ کہ اس میں کیا مسئلہ ہوا ہے۔ اور اگر ناجائز ہوا ہے تو ہم اُس کی مذمت کرتے ہیں اور ہم ریکولسٹ بھی کریں گے خیر پختونخوا گورنمنٹ سے کہ اس کی تحقیقات کی جائے کہ ہمارے بلوچستان کے ایک شہری، ایک دوست کا انکے اسٹوڈنٹ کے ساتھ ناجائز

ہوا ہے۔ بلکہ کسی بھی پنجاب میں، سندھ میں بلوچستان کے کوئی بھی طالب علم کے ساتھ ناجائز نہیں ہونا چاہیے پارٹی سے ہٹ کے۔ اور دوسری بات انہوں نے کی کہ ہم پاکستان تحریک انصاف کے اتحادی نہیں ہیں۔ اگر ہماری گورنمنٹ کے خلاف کوئی اسلام آباد میں دھرنے دیرگا اور ہمارے لئے اچھے الفاظ استعمال نہیں کریگا اور یہاں اسمبلی میں بیٹھ کر جمہوریت کی بات کریگا اور اُدھر اسٹیج پر بیٹھ کے مخالفت کریگا تو ہم ضرور اُس کو بولیں گے کہ یہ غلط ہے۔ اگر آج اُدھر بیٹھ کر، آج چن کا راستہ بند ہے اُس علاقے کے لوگوں نے اُس کو ووٹ دیئے ہیں آج وہ لوگ خوار ہو رہے ہیں۔ اور آج اُن سے تکلیف جا کے پوچھا جائے کہ کتنی تکلیف اُن لوگوں کو ہو رہی ہے۔ کیا آج اسٹیج کے اوپر کھڑے ہو کر انہوں نے کہا کہ یہ گورنمنٹ ٹھیک نہیں ہے۔ یہاں کے لوگ ٹھیک نہیں ہیں۔ اگر یہاں بلوچستان میں جمعیت کے 12 سیٹیں ہیں یا گیارہ سیٹیں ہیں یا ANPI کے سیٹیں ہیں تو پھر وہ بھی غلط ہیں؟ کیا آپ مجھے جواب دیں اس بات کا کہ یہ بھی پھر غلط ہے؟ صرف اور صرف اسلام آباد کیلئے یا ہماری پارٹی کے اوپر باتیں کر رہے تھے کہ جی اتنے دن ہوئے ہیں۔ دس دن آپ کا دھرنہ نہیں چلا۔ ہم تو 126 دن بیٹھے رہے ٹھیک ہے ہم نے تو چار حلقوں کی بات کی تھی اُس کے بعد آپ نے پوری پاکستان کے شاہراہوں کو بند کر دیئے ہیں۔ جو لوگ تکلیف میں ہیں جو آپ سے محبت کرتے تھے وہ بھی ختم ہو گیا۔ یہ اس چیز کا جواب دیں۔ یہ جو انہوں نے بات کی کہ دونوں ہم جام صاحب کے اتحادی ہیں۔ ہاں میں یہ کہنا چاہوں گا جو بھی اتحادی ہو۔ جو بھی ہمارا دوست ہمارے پارٹی کے خلاف کھڑے ہو کے اسٹیج پر بات کریگا ہم اُن کے خلاف بات بھی کریں گے اور حقیقت بھی بولیں گے۔ کہ آج یہ گورنمنٹ میں بیٹھے ہیں اور وہ شاہراہ بند ہے آپ جا کے اُن لوگوں سے پوچھیں کہ کتنے لوگ تکلیف میں ہیں۔ آپ اُن سے جا کر پوچھیں کہ بلوچستان کے روڈیں بند ہیں۔ میں آپ کے بیچ میں نہیں بولا آپ ابھی بتائیں کہ ہزاروں لوگ ہیں آپ اُن سے پوچھیں۔ وزیر زراعت و کوآپریٹوز: جناب اسپیکر صاحب! ایک منٹ اگر مجھے دے دیں وہاں لوگوں کو زخمی کر کے میں اُن کا مطالبہ کر رہا ہوں۔

میر یونس عزیز زہری: جناب اسپیکر! آپ جمعیت والوں کو، ہمیں بولنے نہیں دیتے ہو۔ میں آپ کے رویے کے خلاف واک آؤٹ کرتا ہوں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس چیئر پر بیٹھ کر میرا تعلق کسی بھی پارٹی سے نہیں ہے۔ کوئی اگر جانا چاہتا ہے تو میں

اُس سے روکتا نہیں ہوں۔ ماشاء اللہ اچھی بات ہے۔ نہیں 20 دفعہ نہیں میر صاحب آپ دوسری دفعہ اُٹھے۔ میں نے کہا کہ ان کا معاملہ ختم۔

میر یونس عزیز زہری: میں کئی دفعہ اُٹھا ہوں اور آپ کہہ رہے ہو کہ موقع دے رہا ہوں، موقع دے رہا ہوں۔ آپ دوسروں کو موقع دے رہے ہو اور جو بعد میں آتے ہیں ان کو موقع دے رہے ہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ میں اپنی مرضی سے دونگا موقع، جس کو میں چاہوں موقع دوں وہ میری مرضی۔ کھیتراں صاحب آپ تشریف رکھیں۔ جی آپ اپنی بات کریں۔

میر یونس عزیز زہری: ابھی میں کیا بولوں؟۔ سب چیزیں چلے گئے مجھ سے۔ جو بولنا تھا وہ بھی چلے گئے۔ جناب اسپیکر! آپ سے معذرت چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ ہمارے بھائی ہیں دیکھیں میں یہاں بیٹھ کے آپ سب کا اسپیکر ہوں۔ اس کرسی پر بیٹھ کر میرا کسی پارٹی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

میر یونس عزیز زہری: جمعیت علماء اسلام کا میں ایک بندہ بیٹھا ہوں تھوڑا سا آپ ہم پر رحم کر لیں۔ دیکھیں جناب اسپیکر دھرنے کی بات ہم نے یہاں نہیں کی ہے۔ بلوچستان اسمبلی میں جو ہماری روایت رہی ہے اس میں ہم نے کبھی دھرنے کی بات نہیں کی ہے۔ کبھی ہم نے پی ٹی آئی پر یا کسی اور پر تنقید نہیں کی ہے یا کسی اور اس میں نہیں گئے ہیں۔ ابھی اگر PTI والے وہ اسی کی بات پر چلنا چاہتے ہیں کہ جی جمعیت کے 12 بندے ہیں اور اس کے گیارہ ہیں۔ اور اگر ہمیں گوانا چاہتے ہیں تو ہم بھی اُس کو گوانیں گے کہ جی ہم آپ کے خلاف نہیں ہیں پورے پاکستان کے لوگ آپ کے خلاف کھڑے ہوئے ہیں۔۔۔ (مداخلت) آپ بیٹھ جائیں آپ سنیں میری بات اس کے بعد آپ جواب دے دیں۔ کیونکہ ڈیڑھ سال میں آپ نے جو ملک کا حشر کیا ہے۔ اور ڈیڑھ سال میں آپ نے جو ملک کے ساتھ کیا ہے اور آپ نے یوٹرن کے جو ریکارڈ قائم کئے ہیں اُس یوٹرن کی وجہ سے آج ہم روڈ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر قلعہ عبداللہ کاروڈ بند ہے تو عوام یہ کہہ رہا ہے کہ جی آپ دس دن کہو یا ایک مہینہ کہو ہم روڈ پر بیٹھیں گے لیکن ان سے ہماری جان چھڑائی جائے۔ آج اگر مہنگائی کا تناسب دیکھ لیں۔ آج آپ U-turn کا تناسب دیکھ لیں۔ آج جتنی بھی باتیں کی ہیں ان میں سے ایک یہ لوگ ثابت کر کے دیں کہ بلوچستان میں ایک اینٹ رکھی ہے یا پاکستان میں کہیں ایک بھی اینٹ انہوں نے

رکھی ہے۔ یہ ہمیں بتادیں۔ جو جو وعدے انہوں نے کئے تھے۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم ایک کروڑ لوگوں کو نوکریاں دینگے۔ کتنے لوگوں کو نوکریاں دیں جناب اسپیکر! وہ بتادیں ہمیں انہوں نے کہا تھا کہ 50 لاکھ گھر ہم لوگوں کو بنا کر دیکھیں گے۔ پھر آخر میں آگیا کہ ہم انڈے اور مرغی لوگوں کو دینگے۔ اور نہیں ہے تو انڈے اور مرغی کسی کو دے دیتے۔ یہ مکافاتِ عمل ہے انہوں نے جو کہا تھا۔ انہوں نے جو وعدہ کیا تھا۔ آج اے این پی بھی اُن کے خلاف ہے۔ اور آج پشتونخواہ بھی اُن کے خلاف ہے اور آج دوسرے جماعتیں بھی ان کے خلاف ہیں۔ آج روڈ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور ہم اپنے حق کیلئے روڈ پر بھی بیٹھیں گے اور دھرنا بھی دے دینگے سب کچھ کریں گے۔ اور اس حکومت کو ہم یہاں سے بھگا دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھ لو گے 2020ء کا سورج ان کے لئے نہیں ہوگا۔ یہ میں دعوے سے آپ کو کہتا ہوں اور ان کی جو حرکتیں ہیں اور جتنے بھی U-turns ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کا صفایا کریگا۔ جناب اسپیکر! دوسری بات جو اصل بات میں کرنا چاہتا تھا یہ تو انہوں نے شروع کیا تھا کچھ باتیں وضاحت کر دی۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایجوکیشن کے حوالے سے۔ ہم تو اپنے دھرنے میں تھے لیکن ایجوکیشن کا جو حشر، پینہ نہیں کدھر گیا مشیر صاحب؟ خضدار کا میں آپ کو بتا دوں۔ خضدار میں نان بچنگ پوسٹوں کی جتنے بھی لسٹیں آئی ہیں۔ ابھی وزیر کی طرف سے یہ آرہا ہے کہ جی 26 بندے میرے ہیں ان کو اس میں ڈال دو نہیں تو میں ان پر دستخط نہیں کرونگا۔ میں ان آرڈرز کو issue نہیں کرونگا کیوں نہیں کر رہا ہے؟ میرے پاس ان کے ثبوت پڑے ہوئے ہیں جو لسٹ وہاں سے میرٹ کی بنیاد پر آئی ہے اُس کو issue نہیں کر رہا ہے۔ میں آج بھی آپ کو دعوے سے کہہ رہا ہوں وہ لسٹ میں آپ کو پہنچا دوں گا جو میرٹ لسٹ ہے اور اُس لسٹ کو رکھیں اپنے پاس اور ڈی جی نے change کر کے راتوں رات اُس ڈائریکٹر کو دوسرا رکھ لیا، یہ ڈائریکٹر نکال لیگا۔ ڈائریکٹر نکال کے مجھے دکھا دیں۔ میرے پاس وہ لسٹ پڑا ہوا ہے جو میرٹ سے آیا ہوا ہے۔ اور جو لسٹ میں changing کر رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ 26 بندے ہمارے ڈال دو اس میں۔ آج بھی خضدار کے پوسٹوں پر میں آپ کو دیکھا دوں گا ریکارڈ کے مطابق خضدار کے پوسٹوں پر نصیر آباد کے لوگوں کو رکھ لیا۔ خضدار کے پوسٹوں پر جو درجہ چہارم کے ہیں اُن پر بیلہ کے بندے رکھے ہوئے ہیں۔ میں آپ کو ریکارڈ بھی پیش کر سکتا ہوں یہ نہیں ہے کہ میں صرف دعوے کر رہا ہوں۔ تیسری بات یہاں چلی۔ سردار صاحب! سن لیں سردار صاحب نے کہا تھا کہ جی یہاں ہمارے جو اسٹنٹ

ہیں اُن پر کوئی ثابت کر لے۔ سردار صاحب آپ گواہ ہیں اور اسپیکر صاحب! آپ نے یہاں رولنگ دی تھی کہ ایک اسٹنٹ جو خضدار سے یہ کیا بنا ہے ٹھیکیدار کو اسٹنٹ بنایا آپ لوگوں نے۔۔۔ (مداخلت۔ شور) جناب ڈپٹی اسپیکر: بیٹھ کر بات کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: میں چیف منسٹر صاحب کے حوالے سے، اُس پر اگر ابھی بھی میں وثوق سے ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ ایک روپیہ لینے والا میرا CMI ہو اور دینے والا ثابت کر دیں میرا وعدہ ہے میں یہ سیٹ چھوڑ دوں گا۔ میں نے اسٹنٹ کی بات نہیں کی ہے۔ اسٹنٹ بھرتی ہوئے ہیں تو باقاعدہ اسمبلی سے۔۔۔

میر یونس عزیز زہری: سردار صاحب! معذرت چاہتا ہوں آپ سے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اُس اسٹنٹ کے خلاف مارچ میں جناب اسپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے رولنگ دی تھی۔ آپ نے ایک کمیٹی بنائی تھی۔ ابھی سردار صالح صاحب یہاں سے اُٹھ کے چلے گئے۔ مارچ میں اُس اسٹنٹ کے خلاف آپ نے کمیٹی بنائی کہ جی اس کے خلاف انکوائری کی جائے جو ڈسٹرکٹ چیئر مین خضدار رہا ہے۔ ڈسٹرکٹ خضدار کے تمام ریکارڈ کو check کیا جائے اور اس میں انکوائری کی جائے، مارچ سے آج تک کیوں نہیں ہو رہا ہے؟ اس کی وجوہات تو ہمیں بتادیں۔ اس میں کس کے ہاتھ ہے؟ اس کے بعد آپ نے مشنر کو بلایا۔ اُس کے بعد دوسری کمیٹی بنی اور وزیر موصوف، سردار صالح صاحب وہ کہہ رہے ہیں کہ جی میرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے۔ اگر سردار صاحب کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے تو آپ چھوڑ دیں وزارت۔ مارچ سے آج تک میں کئی دفعہ اس کی نشاندہی کر چکا ہوں یہ نہیں ہے کہ میں نے نہیں کی ہے۔ اگر میں ثابت نہیں کروں کرپشن تو آپ مجھے لٹکا دیں کہ جی آپ غلط کہہ رہے ہو۔ میں نے ریکارڈ بھی اسمبلی میں جمع کر دی ہے سب کچھ جمع کر دی ہے۔ آپ مجھے بتادیں کہ اس کا کیا ہوگا؟ اسمبلی کی رولنگ کا کیا ہوگا مجھے چھوڑ دیں میں باڈ میں کچھ بھی ہو جائے میرا۔ لیکن اسمبلی نے جو کمیٹی بنائی، اسمبلی نے رولنگ دی ہے۔ آج دسواں مہینہ ہے۔ تقریباً نو یا دس مہینے ہو رہے ہیں۔ دس مہینے سے اسمبلی کی بات کو کوئی اہمیت نہیں دی جا رہی ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ اس پر بتادیں کہ ہم کیا کریں کس کے پاس جائیں؟ اسمبلی میں آپ بولنے نہیں دیتے۔ ابھی مہربانی آپ کی آپ نے بولنے دیا، ہم آپ سے معذرت چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں کچھ نہ کچھ بولنے کا موقع دے دیں۔ اور دوسری بات

یہ ہے اس پر عمل کریں کہ جی اس پرائیکوائزری ہوگی یا نہیں؟ آیا اسمبلی کی بات کو تقدس مانا جاتا ہے یا سیکرٹریز یا کمشنرز اس بات کو نہیں مانتے۔ اگر نہیں مانتے تو ہم بھی چپ کر کے بیٹھ جائیں گے۔ پھر ہم اس کرپشن کا رُخ دیکھ لیں گے کہ یہ کہاں جا رہا ہے۔ پھر ہم وہ راستہ ڈھونڈیں گے۔ پھر سردار صاحب ناراض نہیں ہونا۔ پھر ہم اُس رستے کو ڈھونڈ لیں گے شاید آپ تک پہنچ جائے۔ کہیں پہنچ جائے تو پھر ہم اس راستے کو ڈھونڈ لیں گے۔ آپ مجھے بتادیں کہ جی اس پرائیکوائزری کیوں نہیں ہو رہی ہے؟ شکر یہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ زہری صاحب۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: یونس صاحب! وہ میرا دوست ہے۔ وہ میرے لیے بہت قابل احترام ہے۔ میں جناب اسپیکر! آپ کے توسط سے۔ میں ایمان سے کہہ رہا ہوں۔ میرا دوست ہے میرے لئے بہت قابل احترام ہے۔ میں جناب اسپیکر صاحب آپ کے توسط سے میں ایمان سے کہہ رہا ہوں میرا، میرے سی ایم کا، میں اپنی بات کر سکتا ہوں اپنے سی ایم کی بات کر سکتا ہوں جی میری پارٹی لیڈر بھی ہے۔ میں بھائی کو چیلنج کرتا ہوں کہ میرے پاس دو محکمے ہیں ایک محکمہ میں نے چھوڑ دیا اسکی بھی reason انکو پتہ ہے کوئی نہیں بولے گا یہاں۔ ثناء کو سارا پتہ ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں ایک روپیہ کی کرپشن اُدھر نکلی میرا آپ سے وعدہ ہے کہ میں seat خالی کر دوں گا۔ باقی میری گزارش یہ ہے اسپیشل اسسٹنٹس بھرتی ہوئیں ہیں باضابطہ اسمبلی سے پاس کرا کے ہم نے بھرتی کئے ہیں۔۔۔ (مداخلت) میری عرض سن لیں۔ مجھے خضدار کی politics، وہ خضدار کا باشندہ ہے اللہ تعالیٰ اُسکو اپنی آمان میں رکھے اُس کا علاقہ ہے میں نے day one سے یہی کہا ہے کہ ہماری حکومت کی کوشش ہے کہ ہم منتخب نمائندوں کو ساتھ لیکر چلیں۔ لیکن کہیں پر پارٹی پوزیشن بھی ہوتی ہے۔ اگر یہ انکوئری کی بات کر رہے ہیں ہم CMIT کو، اول تو سی ایم نے دے دی ہوگی انکوئری اگر نہیں ہوئی ہے تو انشاء اللہ جو بھی complaint آئے گی کسی ثبوت کے ساتھ ہم اُس پر ضرور انکوئری کرائیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ سردار صاحب۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: ضرور اُس کو dig-out کریں گے۔ لیکن یہ نہیں ہے کہ anonymous قسم کی درخواستیں کہ جی کوئی یہ بھی کرو وہ بھی کرو، اس چیز میں ہم اپنی انرجی ضائع نہیں کریں گے۔ ثبوت کے ساتھ جو بھی ہمارے پاس آئے گی ہم ضرور انکوئری کریں گے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ کرپشن زیرو تو ہم کسی اسپیشل اسسٹنٹ کیا کسی ایڈوائزر یا کسی کو ہرگز یہ حکومت اجازت نہیں دے گی کہ کرپشن کریں۔ Thank you

very much

- جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی ابھی آتے ہیں۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔
- جناب عبدالحمید سیلاچی (قائم مقام سیکرٹری اسمبلی): میر محمد عرف محمد حسنی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کونٹہ سے باہر ہونے کے بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔
- جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: حاجی محمد خان لہڑی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ نجی مصروفیات کے بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔
- جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: حاجی محمد نواز کاکڑ صاحب نے نجی مصروفیات کے بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: جناب احمد نواز بلوچ صاحب نے کونٹہ سے باہر جانے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: مولوی نور اللہ صاحب نے کونٹہ سے باہر جانے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: میرزا بدلی ریکی صاحب نے کونٹہ سے باہر جانے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: محترمہ زینت شاہوانی صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر بابہ خان بلیدی صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت

منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: محترمہ فریدہ بی بی صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: مکھی شام لال لاسی صاحب نے کوئٹہ سے باہر جانے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: محترمہ شاہینہ کا کر صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔ جی جمالی صاحب۔

میر جان محمد خان جمالی: یہ نجی مصروفیات تو ادھر نظر آئیں میں اسلام آباد میں تھا۔ کوئی فنٹ بال کھیل رہا تھا کوئی فلا بازیاں لگا رہا تھا۔ وہاں بیٹھے ہوئے تھے صحیح بات کرنی چاہیے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر خزانہ): یہ اچھی بات ہے اسمبلی ہے بلوچستان کی سب سے بڑی فورم ہے اور یہاں

جتنے بھی ممبران ہیں وہ ووٹ لیکر آئے ہیں انکا حق بھی بنتا ہے۔ جناب اسپیکر! تاریخ بڑی بے رحم ہے اُس نے کبھی کسی کو نہیں چھوڑا ہے۔ جو نعرے یہاں سے ہمارے دوست لیکر گئے تھے اسلام آباد پوری دنیا دیکھ رہی تھی اور پھر اُسی طرح

واپس آئے پُر اسرار انداز میں شاید کیا ملا کیا کھویا کیا پایا، وہ سب چیزیں جو ہیں تاریخ میں رقم ہو رہی ہے۔ تو آنے

والے وقت میں تاریخ جو ہے اس کو خود پوری قوم اور پوری دنیا کو بتا دیگی۔ اور ہم جو ہیں سب کچھ ختم ہو کر، یہاں ایک

دوسرے کے ساتھ لڑ رہے ہیں تو مناسب نہیں ہے بہتر وہ ہم تاریخ پر چھوڑ دیں۔ جہاں تک جناب اسپیکر!

appointments کی بات ہوئی، کوئی 26 ہزار vacancies پڑے ہوئے تھے پچھلے ادوار کے۔ مختلف

وجوہات کے بناء وہ بروقت پُر نہیں ہو سکے۔ اس حکومت نے آ کے ایک بہترین قدم اٹھایا اور فیصلہ کیا کہ وہ جتنی بھی

vacancies ہیں اُنکو پُر کیا جائے تاکہ بیروزگاری میں کمی لائی جاسکے۔ اس کے ساتھ کیبنٹ نے ایک فیصلہ کیا تھا

چونکہ یہاں irregularities کے حوالے سے مختلف محکموں میں ہمیشہ سے شکایات آتی رہی ہیں۔ کیبنٹ نے یہ

فیصلہ کیا کہ ایک چیک اینڈ بیلنس کا ایک نظام ہونا چاہیے اور اُس کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر ڈسٹرکٹ کے ڈپٹی کمشنر کو District Recruitment committee کا head بنایا گیا اور اُس کو یہ task دی گی مختلف محکموں کے ساتھ مل کر یہ appointments کریں۔ definitely نظام ہے چل رہا ہے کہی نہ کہی کوئی کمی کوتاہی ہوئی ہوگی اور یہاں پر ہمارے معزز ممبران نے وقتاً فوقتاً اس پر بات کی ہے۔ کونٹے کی جب ہم appointments ہوئے سارے ہمارے کونٹے کے نمائندگان ہیں بیک وقت آواز میں انہوں نے اسمبلی میں آواز بلند کی اور اسی طرح تربت میں کچھ دن پہلے appointments ہوئیں ہمارے اپوزیشن کے ایک رکن نے اُس پر بات کی، تو اس پر ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے۔

(اس مرحلہ میں سید احسان شاہ، چیئر مین نے اجلاس کی صدارت کی)

وزیر خزانہ: میں شاہ صاحب کو اسپیکر! کی چیئر سنبھالنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! تو اُس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے نوٹس لیا چیف منسٹر انسپکشن کمیٹی task دیا کہ آپ جائیں کونٹے میں اور تربت میں اگر خدانخواستہ قبل از وقت کہنا مناسب نہیں ہے نہ یہاں پر ہم بیٹھ کے بغیر ثبوت کے بغیر چیزوں کو جانچنے کے یہاں پر judgmental بنے اور کسی پر الزام لگا دیں مناسب نہیں ہے۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ گورنمنٹ آف بلوچستان وزیر اعلیٰ بلوچستان اس بات کو کبھی برداشت نہیں کریں گی کہ ایک حق دار کی کوئی حق تلفی کریں۔ میں یہ کبھی دعویٰ نہیں کرتا کہ میں بہت ہی پرہیزگار اور مذہبی انسان ہوں لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ جو یکنسیاں نیچتے ہیں یا ملوث ہیں اور یہ ایک مکروہ ترین عمل ہے۔ پچھلے ادوار میں جب میں elect ہو کے آیا تھا ہمارے معزز رکن تھے مولانا واسع انہوں نے ایک بات کی vacancies کے حوالے سے وہ میں دہرا ہونگا نہیں لیکن میں یہ ضرور یہ دہرا ہونگا کہ اس سے بڑھ کر مکروہ ترین عمل، مکروہ ترین کرپشن پوری دنیا میں نہیں ہے۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) اور میں فنانس ڈیپارٹمنٹ میں کوئی 21 vacancies آئی ہیں disabled persons کی۔ میں پوری اسمبلی کو وثوق سے بتاؤں گا کہ میں نے سیکرٹری صاحب کو یہ کہا ہے کہ third party testing service ہو اور merit پر وہ لوگ لگ جائیں۔ کیونکہ میں یہ بوجھ برداشت نہیں کر سکتا کہ کل مجھے کسی disabled انسان کی بددعا لگ جائے۔ اُس کی روزگار پر کوئی اور لگ جائے اور میری وجہ سے اُس غریب کا روزگار ختم ہو جائے اور وہ سڑکوں پر بھیک مانگنا شروع کر دیں۔ تو میں اپوزیشن کو حکومت کو یہ کہوں گا کہ CMIT چونکہ اُس میں reforms آچکا ہے اُس کو دوبارہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اُس کو reactivate کیا ہے اُس کو re-structure کیا ہے اُس کو empower کیا ہے کہ جہاں بھی اس طرح کی irregularity اُس پر task دیا جائے اور اُس پر کوئی

political pressure نہیں ہے۔ اگر اس میں ڈپٹی مشنر حضرات ملوث پائیں گئے اس میں محکموں کے لوگ ملوث پائے گئے تو انشاء اللہ تعالیٰ اُن پر کارروائی ہوگی۔ اور دوسری بات ہمارے ایک معزز رکن کی اور شاید اُن کی کسی political rival پر اُن کا اشارہ اُنکی طرف تھا تو میں اُنکو یہ بتاتا چلوں کہ ہم جو ہیں accountability پر یقین رکھتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ وہ نظام جو unchecked ہو جس میں accountability نہ ہو وہ نظام جو ہے کامیاب نہیں ہے۔ اور اسی وجہ سے جناب اسپیکر! اسمبلیوں کی جو کمیٹیاں ہیں اُنکو فعال بنایا گیا ہے اُنکی روزانہ کی بنیادوں پر میٹنگز ہورہی ہیں جس میں حکومتی ممبران اور اپوزیشن ممبران دونوں شامل ہیں۔ اور اُس میں جو سب سے اہم کمیٹی ہیں پبلک اکاؤنٹ کمیٹی جس کی ماشاء اللہ سے بہترین انداز میں ہمارے اختر حسین لانگو صاحب چلا رہے ہیں روزانہ کے بنیاد پر وہ میٹنگز کر رہے ہیں اگر اُن کو کوئی معاملہ یہ کوئی issue ہے کہ پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کو وہ درخواست دے دیں اور definitely پبلک اکاؤنٹ کمیٹی جہاں کرپشن ہوئی ہے جہاں embezzlement ہوئی ہے اُنکو بلا لے گی اور اُنکی ذمہ داری دے گی CMIT کو یا اینٹی کرپشن کو یا اور تحقیقاتی ادارے کو کیوں کہ وہ اس پر تحقیقات کریں اور جو ملزمان ثابت ہونگے تو اُن کے خلاف کارروائی کریں گے۔ Thank you جناب اسپیکر!

جناب چیئرمین: شکر یہ جناب! وزیر خزانہ صاحب نے موضوع پر تقریباً اس بحث کو windup کیا ہے اب next ایجنڈے پر ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب اور جناب نصر اللہ زیرے اراکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 71 پیش کریں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: شکر یہ جناب اسپیکر صاحب! قرارداد نمبر 71 مشترکہ میرے نام سے ہے اور اب جناب نصر اللہ خان زیرے کے نام سے ہے۔ ہر گاہ کہ حال ہی میں وفاقی حکومت کی جانب سے پاکستان میڈیکل کمیشن Ordinance No.2019 جاری کی گئی ہے۔ جس میں نہ صرف صوبائی نمائندگی کو یکسر نظر انداز کیا گیا بلکہ صوبوں کو نمائندگی سمیت پالیسی میں بھی شامل نہیں کیا گیا۔ جو کہ بد نیتی پر مبنی پالیسی کا پیش خیمہ ہے۔ چونکہ مذکورہ کمیشن میں صوبہ کے عوام کی مفادات کا تحفظ نہیں کیا گیا جو کہ انتہائی قابل افسوس ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ پاکستان میڈیکل کمیشن Ordinance 2019 کو فوری طور پر کا اہم قرار دے کر پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل جو کہ ملک کے تمام اداروں پر مشتمل ایک قومی ادارہ تھا، کی بحالی کیلئے فوری طور پر اقدامات اٹھائیں تاکہ وفاقی حکومت اور دیگر قومی اداروں میں صوبوں کی نمائندگی ہے اُس کو یقینی بنایا جانا ممکن ہو سکے۔

جناب چیئرمین: قرارداد نمبر 71 پیش ہوئی۔ محرکین میں سے کوئی اپنی قرارداد کی admisibility پر بات کریں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: شکر یہ جناب اسپیکر صاحب! جس طرح قرارداد کے اندر میں نے ذکر کیا تھا کہ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل جس کو ایک ordinance کے تحت ختم کر دیا گیا۔ جناب اسپیکر صاحب! اس میں ڈاکٹرز کی نمائندگی ہوتی تھی۔ اور تمام صوبوں سے ڈاکٹرز باقاعدہ elect ہو کے اس کے نمائندے بنتے تھے۔ ابھی اس کو بیک جنبش یک قلم ختم کر کے PMC کے نام سے ایک نیا ادارہ بنایا گیا ہے۔ ایک آرڈیننس کے تحت یعنی پاکستان میڈیکل کمیشن جس کے اندر میرے خیال میں صوبوں کی کوئی نمائندگی نہیں ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! جس طرح یہ حکومت دعویٰ کرتی ہے اور ابتداء میں حکومت میں آنے کے فوراً بعد جنہوں نے یہ اعلان کیا کہ 50 لاکھ نئی نوکریاں دیں گے، تو اس ادارے کے اندر سب سے پہلی بات تو یہ ہے جو 3 سو ملازمین کام کر رہے تھے وہ سب کے سب بیروزگار ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی یہ وہ ادارہ تھا جس میں تمام اکائیوں کی جو نمائندگی تھی وہ صوبوں کو اعتماد میں لیے بغیر اس کو ختم کیا گیا۔ اور پالیسی سازی جس میں صوبوں کا حق بنتا ہے کہ اس قسم کے اداروں میں جو پالیسی سازی بنتی ہے ان کی نمائندگی ضروری ہے۔ لیکن بد قسمتی سے پی ایم سی کے نام سے جو پرائیوٹ میڈیکل کالج کو سپورٹ دینے کے لیے بنایا گیا ہے اور میڈیکل کی تعلیم مکمل طور پر تجارتی ہوگی ہے جناب اسپیکر صاحب! اور پی ایم ڈی سی کے تمام ملازمین کو جو بیروزگار کیا گیا ہے۔ پی ایم سی کی بیرونی ممالک میں کوئی رجسٹریشن نہیں ہے۔ اگر کوئی ڈاکٹر یہاں سے فارغ ہو کر چلا جاتا ہے تو وہ پی ایچ ڈی کرنے کے لیے کسی دوسرے ملک میں، تو میرے خیال میں اس کے لیے جگہ نہیں ہے۔ تو ہمارا مطالبہ ہے چونکہ اس کے اندر تمام صوبوں کی ایک بہت بڑی نمائندگی تھی۔ صوبہ بلوچستان، خیبر پختونخوا، پنجاب اور اب یہ ادارہ غیر ڈاکٹرز کے ہاتھ میں آگئے ہیں۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ اس کو دوبارہ بحال کیا جائے۔ اور اس میں جو صوبوں کی نمائندگی تھی دوبارہ صوبوں کی نمائندگی شامل کر کے جو پالیسی سازی بنتی ہے، اس میں صوبوں کو اعتماد میں لیا جائے۔ بہت شکر یہ

جناب چیئرمین: جی سردار صاحب!

وزیر خوراک و بہبود آبادی: جناب اسپیکر! میرا مائیک on نہیں ہو رہا ہے کتنی بار آپ کو بولا ہے۔ سی ایم صاحب سے گزارش کی ہے۔

جناب چیئرمین: سردار کھیترا ان صاحب کا مائیک on کیا جائے۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: اب مائیک ٹھیک ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک تو میں خوش آمدید کہتا ہوں چیئرمین کی سیٹ سنبھالنے پر۔ آپ پرانے پارلیمنٹ میں ہیں اچھے طریقے سے ہاؤس کو بھی چلا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: بہت مہربانی۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: یہ جو قرارداد لائی گئی ہے ملک صاحب اور نصر اللہ زیرے کی طرف سے میں ٹریڈی بنچر کی طرف سے پرزور اس کی حمایت کرتا ہوں۔ اور اس پر تھوڑی سی میں روشنی بھی ڈالوں گا۔ اس میں صورتحال یہ ہے کہ یہ ایک چیک اینڈ بیلنس تھا۔ تمام صوبوں کی نمائندگی تھی اس میں۔ موت زندگی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جناب چیئرمین صاحب! لیکن ڈاکٹر کو مسیحا کہا جاتا ہے۔ یہ اس کی فرائض میں ہے کہ اللہ پاک کے مخلوق کو جو اس کی بس میں ہے علاج معالجے کی سہولت فراہم کر کے اس کو نئی زندگی دے۔ اور ایک بیمار آدمی جب صحت یاب ہوتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہوتی ہے نئی زندگی مہیا ہوتی ہے۔ پتہ نہیں میں ہمیشہ کہتا ہوں چاہے میں اپوزیشن میں تھا یا ادھر بھی ہوں کہ اسلام آباد میں آس پاس تو ساری بھنگ اُگی ہوئی ہے نہ جی۔ وہ اس کے خمار میں اُن کو احساس ہی نہیں ہے کہ 22 کروڑ عوام جو ہے وہ کس کے رحم و کرم پر چھوڑ رہے ہیں۔

(اذان مغرب۔ خاموشی)

جناب چیئرمین: سردار صاحب! مغرب کے نماز کے لیے وقفہ کر دیں؟

وزیر خوراک و بہبود آبادی: یہی میں عرض کرنے لگا تھا کہ وقفہ کر دیں، نماز پڑھ کر آتے ہیں پھر تسلی سے اس پر بات کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: تو نماز مغرب کے لیے پندرہ منٹ کا وقفہ ہے۔

(وقفہ نماز کے بعد دوبارہ اجلاس شروع ہوا)

جناب ڈپٹی اسپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جی قرارداد پر بحث کا آغاز کریں continue کریں تھوڑا مختصر کریں۔ جی سردار صاحب۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! تو میں عرض کر رہا تھا۔ اسلام آباد والوں کی بات کر رہا تھا کہ وہاں آس پاس بھنگ اُگتی ہے تو اس کے نشے میں اُن کو پتہ ہی نہیں ہے کہ 22 کروڑ عوام کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اب یہ جو کنسل تھی کارپوریشنیں ہیں ہماری، کنسل تھی ایک check in order تھا۔ ایک چیک اینڈ بیلنس تھا کہ جو ڈاکٹر deserve کرتے ہیں اُن کو ڈگری دی جائے، اُن کی چھان بین کی جائے۔ اب چند پرائیوٹ میڈیکل کالج وہاں کیا ہوتا ہے کیا نہیں ہوتا ہے آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ ہم بھی اُن کو نوازنے کے لیے پورے پاکستان کے 22 کروڑ عوام کا گلا کاٹ دیا ہے انہوں نے اس کو ختم کر کے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کی

مرکز میں جتنی بھی کارپوریشنز ہیں کسی میں بھی بلوچستان کی نمائندگی نہیں ہے۔ یہ جو ماضی میں بلوچستان کے ساتھ زیادتیاں ہوتی تھیں وہ continue ہو رہی ہیں۔ لیکن شکر الحمد للہ یہ قرارداد تو آج جناب table ہوئی ہے جس کی ہم ٹریڈی پنچر کی طرف سے حمایت کر رہے ہیں اس سے پہلے میرے قائد جام صاحب نے اس پر serious concern دے چکے ہیں۔ بلکہ انہوں نے مرکز کے ساتھ ہماری جو قومی اسمبلی کے ممبرز ہیں بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں۔ چاہے میری پارٹی سے ہیں یا سردار یا محمد کی ہم سب کو لکھ رہے ہیں۔ کہ یہ آواز قومی اسمبلی میں بھی اٹھا نہیں۔ سینٹ میں بھی اٹھائیں۔ ہماری کیبنٹ میں جو نمائندگی ہے وہاں میرے قائد، جام صاحب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم ہر فورم پر آواز اٹھائیں گے۔ بلکہ اس کے addition میں جو سفیر مختلف ممالک کے جاتے ہیں۔ پہلے نصیر مینگل وہ ایک ہمارا ہنگوئی صاحب تھا اس قسم کے تین چار آدمی ہم کہتے ہیں کہ ہمیں proper نمائندگی اس بلوچستان کو دی جائے۔ تاکہ ہم اس وقت کنوئیں کے مینڈک بنے ہوئے ہیں۔ کم از کم ہم اپنی آواز اپنے مسائل مختلف forum پر discuss کر سکیں۔ جناب اسپیکر صاحب! کل کی مینٹنگ جس میں وفاقی وزراء آئے ہوئے تھے۔ مجھے وہ حلف پابند کرتا ہے کہ میں وہ disclose نہیں کر سکتا ہوں۔ لیکن میرے قائد، پارٹی لیڈر نے کل ان کے ساتھ جس طریقے سے وہ جو چاہے تھے اُس کی opposite میں اس سرزمین کے لیے fight کی۔ ہم خود پریشان ہو گئے۔ ہم جو بیٹھے ہوئے تھے سب پریشان ہو گئے کہ یہ جام صاحب وفاقی وزیر جو ترین صاحب ہے، ان کے جہانگیر ترین جیسے لوگ، عمر ایوب اُس کا اسپیشل ندیم بابر۔ اُس جیسے لوگ ان کو اس سرزمین کے دفاع کے لیے اس کی ایک ایک اینٹ زمین کی تحفظ اور حفاظت کے لیے جس طریقے سے مہمانوں کے ساتھ۔ اگر مجھے حلف میرے، اور میں منسٹر نہ ہوتا ایسے ہی بیٹھا ہوتا۔ میں disclose کرتا۔ میرا خیال ہے کہ یہ ایوان تو دور کی بات ہے یہ gallery میں بیٹھے ہوئے لوگ بھی کہتے کہ واقعی اس بلوچستان کی نمائندگی یہ حق رکھتا ہے۔ یہ deserve کرتا ہے کہ قائد ایوان ہو۔ تو جناب عالی یہ deserve کرنا۔ اُن میڈیکل کالجز کو مدر پدر آزاد کرنا اور جو deserving ڈاکٹرز ہیں۔ جو ہمارے ادارے رجسٹرڈ ہیں۔ جن کی recognise کی جاتی ہے ڈگری مختلف بھئی بات سنو آرڈران دی ہاؤس تو recognise ڈگریاں ہیں ہمارے لوگ جاتے ہیں باہر اعلیٰ تعلیم کے لیے مختلف ممالک میں آسٹریلیا انگلینڈ یا جاپان ہے۔ وہ ہماری ڈگریاں ایک ردی کی کاغذ بن جائیں گے تو یہ قرارداد ہمارے دو آزیہیل دوستوں نے پیش کی ہے۔ میں چاہوں گا ٹریڈی پنچر چاہے گی میرے colleague بھی شاید سردار صاحب آج تشریف لائے welcome کرتے ہیں کافی عرصے بعد آئے ہیں۔ یہ مشترکہ طور پر اس ایوان اور اس ترمیم کے ساتھ چلے جائیں کہ یہ میڈیکل کونسل جو ہے اس کو واپس بحال کیا جائے۔ اس میں برابر کی نمائندگی دی جائے ہر صوبے میں۔ اسی

طریقے سے ہماری آبادی کو نہ دیکھا جائے ہماری سر زمین کو دیکھا جائے۔ جو %54 پاکستان کا ہے اُس کے مطابق ہمیں کارپوریشنوں میں سفر میں اور جو وفاقی ادارے ہیں اُن میں ہمیں نمائندگی دی جائے۔ تاکہ اس بلوچستان کے ساتھ جو پچھلے 72 سالوں میں زیادتیاں ہوئی ہیں۔ سلسلے ہوئے ہیں اُن کا ازالہ ہو سکے۔ تو میں چاہوں گا کہ آپ مہربانی کر کے آپ سے ہماری گزارش ہے کہ اس کو مشترکہ قرارداد اس amendment کے ساتھ کہ ان کو بھی بحال کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ جتنے بھی ادارے ہیں جیسے پاکستان ٹیلی وژن کارپوریشن ہے، یوٹیلیٹی کارپوریشن آف پاکستان ہے۔ ابھی پچھلے دنوں جناب اسپیکر صاحب! آپ نے بھی پڑھا ہوگا کہ جی وہ تشریف لارہے ہیں۔ کوئی ڈی جی ہے یا something جو بھی ہے کہ جی وہاں zone ہی ختم کر رہے ہیں آپ کا اور میرا zone لورالائی اُس کو ختم کر رہے ہیں۔ یوٹیلیٹی اسٹور بند کر رہے ہیں سینکڑوں آدمی ہمارے بیروں کا رہو جائینگے۔ ہم پہلے تباہ حال ہیں تو جب ہماری مناسب اُدھر نمائندگی ہوگی تو ان چیزوں کو ان زیادتیوں کو روکا جائیگا تو میری گزارش یہ ہے کہ اس کو مشترکہ قرارداد کے طور پر لاکے اس کو ہم سب کی حمایت حاصل ہے شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : شکریہ کھتیر ان صاحب کوئی اس قرارداد کے حوالے سے بات کرنا چاہے گا۔

آیا مشترکہ قرارداد نمبر 71 منظور کی جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔

مولوی نور اللہ صاحب! اپنی قرارداد نمبر 44 پیش کریں چونکہ وہ آج یہاں نہیں آئے ہوئے ہیں تو قرارداد نمبر 44 نمٹادی جاتی ہے۔

جناب میرزا بدلی ریکی صاحب اپنی قرارداد نمبر 45 پیش کریں۔ چونکہ وہ بھی یہاں نہیں ہیں تو قرارداد نمبر 45 بھی نمٹادی جاتی ہے۔

محترمہ شاہینہ کا کڑ صاحبہ، رکن اسمبلی اپنی قرارداد نمبر 69 پیش کریں۔ چونکہ وہ بھی یہاں نہیں ہیں تو اُنکی قرارداد نمبر 69 بھی نمٹائی جاتی ہے۔

اب اسمبلی کا اجلاس بروز مورخہ سوموار 18 نومبر 2019ء بوقت سہ پہر 3:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 06 بجکر 25 منٹ پر اختتام پذیر)

☆☆☆